﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿---عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 24 مارچ 2017ء | 25 جمادی الثانی 1438 ہجری قمری ❁ 24 امان 1396 ہجری شمسی | شمارہ 12

انصاف کرنے والوں کی جزا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انصاف کرنے والے رحمان خدا کے دائیں ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور اللہ کے دونوں ہاتھ ہی بابرکت ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب فضیلۃ الامام العادل حدیث نمبر 3406)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اللہ نے مجھے میرے حجرے سے نکالا اور مجھے لوگوں میں شہرت دی حالانکہ میں اپنی شہرت کو ناپسند کرتا تھا۔ اور اس نے مجھے آخری زمانے کا خلیفہ اور اس وقت کا امام بنایا۔ اور وہ بہت سے کلمات کے ساتھ مجھ سے ہمکلام ہوا جن میں سے کچھ ہم اس جگہ ذکر کرتے ہیں

''پس خلاصہ کلام یہ کہ میرے آباء ناکامی اور حسرتوں کی تلخی کی حالت میں فوت ہوئے بعد اس کے کہ وہ ایک پھلوں سے لدے ہوئے درخت کی طرح تھے، اور ایسے زمانے کے بعد جو سجی ہوئی کنواریوں کی طرح تھا۔ میں نے ان کی داستانوں کو ایسا محل عبرت پایا جس کے ذکر سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور ان کا تصور کر کے بہتے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے۔ اور جب میں نے یہ حالات دیکھے تو مجھ پر رقّت طاری ہوگئی اور میں رو پڑا اور میں نے اپنے نفس سے یہ سرگوشی کی کہ یہ دنیا محض ایک بے وفا ہے جس کا انجام تلخ ناکامی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ اور اس دنیا کے گھر نے مجھے اپنی تنگی سے انتہائی تکلیف میں ڈالا۔ اور میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میں اس کی چمک دمک کو ناپسند کروں۔ پس اللہ نے دنیا کی محبت اور اس کی زینت کے دیدار اور اس کے درختوں اور پھلوں پر جھک جانے کو مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں گمنامی کو پسند کرتا اور گوشۂ خلوت کو ترجیح دیتا تھا۔ اور میں مجالس اور عُجب و رِیاء کے مواقع سے دور بھاگتا تھا۔ لیکن اللہ نے مجھے میرے حجرے سے نکالا اور مجھے لوگوں میں شہرت دی حالانکہ میں اپنی شہرت کو ناپسند کرتا تھا۔ اور اس نے مجھے آخری زمانے کا خلیفہ اور اس وقت کا امام بنایا۔ اور وہ بہت سے کلمات کے ساتھ مجھ سے ہمکلام ہوا جن میں سے کچھ ہم اس جگہ ذکر کرتے ہیں اور ہم ان پر ویسا ہی ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ ہم خالق کائنات اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

❁ ---اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ ❁ ---جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ ❁ ---خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے۔ تا کہ تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ ❁ ---کہہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ ❁ ---کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ❁ ---ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ ❁ ---اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی طرف سے بنائے ہیں۔ اُن کو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر اُن کو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔ ❁ ---اُن کو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر مَیں سخت سزا کے لائق ہوں۔ ❁ ---اور اُس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔ ❁ ---خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ ❁ ---خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔ ❁ ---اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے۔ اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ ❁ ---اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ و دانستہ پھنستے ہو؟ جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے۔ پھر ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے۔ ❁ ---ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں۔ ❁ ---پھر اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ ❁ ---اور مَیں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم سمجھتے نہیں۔ ❁ ---یہ مرتبہ تیرے رب کی رحمت سے ہے وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ ❁ ---پس تو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے۔ ❁ ---تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور نیز اُن لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ ❁ ---اور تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھادیں گے۔ ❁ ---اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ ❁ ---وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے اور لوگ اپنے کاموں سے پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تُو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ اس کی نسبت جو کچھ مَیں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ❁ ---مَیں اُس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا اِرادہ کرے گا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ ❁ ---خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔ ❁ ---خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نکوکار ہیں۔ ❁ ---قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگہ رکھوں گا۔ ❁ ---اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ ❁ ---حق آیا اور باطل بھاگ گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ ❁ ---یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ ❁ ---تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اُن کے لئے ہم کافی ہیں۔''

------------------------------------(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 179 تا 184۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 مارچ 2015ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ ان میں سے پہلا نکاح ہے عزیزہ درّیہ منور واقفۂ نو ہیں اور مکرم صدیق احمد منور صاحب کی بیٹی ہیں جو اس وقت گیانا میں مبلغ انچارج ہیں۔ یہ عزیزم ملک فرحان احمد ابن ملک رفاح الدین صاحب ربوہ کے ساتھ دو لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پا رہا ہے۔

عزیزہ درّیہ منور کے دادا حضرت میاں مہر دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ملک فرحان احمد کے دادا ملک فتح محمد صاحب نے 1934ء میں احمدیت قبول کی۔ پھر 1940ء میں قادیان جا کر وقفِ زندگی کیا اور وہاں تحریک جدید کے تحت خدمات بجا لاتے رہے۔ اس وقت لڑکا اور لڑکی دونوں یہاں موجود نہیں۔ ان کے وکیل ہیں۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب لڑکی کے اور مکرم عبدالغنی جہانگیر خان صاحب لڑکے کی طرف سے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ شمائلہ بھٹی بنت مکرم محمد احمد سعید بھٹی صاحب کا ہے جو عزیزم عمران احمد خالد مربی سلسلہ ابن مکرم طاہر احمد خالد صاحب کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

عمران خالد بھی ایک تو واقف زندگی ہے جیسا کہ میں نے بتایا۔ مربی سلسلہ ہیں اور گزشتہ سال یہ جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جامعہ احمدیہ سے اب کافی مبلغین فارغ ہو رہے ہیں اور میدان عمل میں آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے خدمت کے حق ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ یہ صحابی کی نسل میں سے بھی ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ انعم سلیم واقفۂ نو کا ہے جو مکرم سلیم احمد صاحب (سیالکوٹ) کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم ڈاکٹر منصور احمد واقفِ نَو امریکہ کے ساتھ دس ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے جو مکرم انوار احمد انوار مربی سلسلہ کے بیٹے ہیں۔ مکرم شہزاد احمد صاحب لڑکی کی طرف سے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ثمرین احمد بنت مکرم مبشر احمد صاحب (والٹن یوکے) کا ہے جو عزیزم ولید داؤد واقف نَو ابن مکرم محمد داؤد ناصر صاحب مانچسٹر کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

یہ بھی دونوں، لڑکا اور لڑکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی نسل میں سے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دعا کر لیں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتے بابرکت فرمائے۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

....

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27 فروری 2017ء بروز سوموار نماز ظہر سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لا کر **مکرم رشید حسین صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم۔آف محمد آباد اسٹیٹ سندھ۔ حال ریڈنگ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم رشید حسین صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم۔آف محمد آباد اسٹیٹ سندھ۔ حال ریڈنگ یوکے)

21/فروری 2017ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پاکستان میں اپنی جماعت میں سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم پرویز احمد صاحب سابق امیر جماعت محمد آباد سندھ کے بھائی اور مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب (نیشنل سیکرٹری تحریک جدید یوکے) کے بہنوئی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

1۔مکرم ڈاکٹر مظفر احمد بھٹی صاحب (نیروبی۔کینیا)

11 نومبر 2016ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، خلافت کے ساتھ محبت کا تعلق رکھنے والے، ہمدرد اور بہت سی خوبیوں کے مالک نیک انسان تھے۔ آپ کینیا کے پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور پھر پہلے صدر مجلس انصاراللہ بھی رہے۔ نیشنل مجلس عاملہ کینیا میں بطور سیکرٹری مال اور سیکرٹری جائیداد بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے کینیا کی ایک جماعت میں مسجد بھی بنوائی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حکم پر ہومیوپیتھی میں ڈگری حاصل کی اور بہت سے مریضوں کا مفت علاج کیا۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی ملی۔ مرحوم موصی تھے۔

2۔مکرمہ غسا موو ارسیمہ فاتحہ صاحبہ (آف تاتارستان)

یکم اکتوبر 2016ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ خلافت اور نظام جماعت کی اطاعت گزار، بہت ہمدرد، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

3۔مکرم خلیل احمد اختر صاحب (آف یو ایس اے)

یکم فروری 2017ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑنواسے تھے۔ آپ کو خلافت اور جماعت سے والہانہ محبت تھی۔ فرقان فورس میں خدمت کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو افریقہ میں بطور مبلغ بھیجا۔ جہاں آپ نے 1954ء سے 1959ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ پاکستان میں سروس کے دوران کراچی، پشاور اور لاہور میں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1997ء میں امریکہ منتقل ہوئے اور ایٹلانٹا (جارجیا) میں خدام کی تربیت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔

4۔مکرم داؤد احمد تھیم صاحب ایڈووکیٹ (آف ڈیرہ غازی خان)

5 فروری 2017ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت مولوی محمد عثمان صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت حکیم عبدالخالق صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ کے دادا نے ڈیرہ غازیخان میں مسجد بھی تعمیر کروائی۔ آپ کافی عرصہ ضلع ڈیرہ غازیخان کے نائب امیر رہے۔ پھر کچھ عرصہ قائمقام امیر کے فرائض سرانجام دینے کی بھی توفیق ملی۔ پیشے کے لحاظ سے آپ وکیل تھے۔ اس لئے جماعتی مقدمات میں بھی پیش ہوتے رہے۔ بہت ملنسار، ہمدرد، مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

5۔مکرم نسیم احمد طاہر صاحب (ابن مکرم محمد ذکاء اللہ خان صاحب مرحوم۔ناصر باخ۔جرمنی)

10 دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب رضی اللہ عنہ اور نانا حضرت چوہدری نعمت اللہ گوہر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جرمنی میں آپ کو 12 سال شعبہ امور عامہ میں خدمت کی توفیق ملی جس میں سے تقریباً 4 سال آپ نیشنل سیکرٹری امور عامہ بھی رہے۔ بہت ملنسار، ہمدرد، خدمت گزار اور خوش اخلاق انسان تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

6۔مکرم مبارک احمد صاحب (کارکن دفتر افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ۔ربوہ)

14 فروری 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، انتہائی شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔ دفتر کے سارے عملے سے پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ مرحوم موصی تھے۔

7۔مکرم محمد عرفان اللہ صاحب احمدی (ابن مکرم صبغۃ اللہ صاحب احمدی مرحوم۔بنگلور۔انڈیا)

7 جنوری 2017ء کو مختصر علالت کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے پڑدادا محترم موسیٰ رضا صاحب مرحوم نے 1904ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور نیک انسان تھے۔ خلافت سے بہت محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا اور کئی دفعہ ان کا مطالعہ کر چکے تھے۔ بدر اخبار کا بھی بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آپ پچھلے پانچ سال سے بنگلور جماعت کے سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بنگلور کی مسجد کی تعمیر میں بھی خصوصی کام کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدر آبادی (کارکن ایم ٹی اے وصدر جماعت نارتھ لندن) کے برادر نسبتی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ : تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر442

مکرمہ احلام الحامدی صاحبہ

مکرمہ احلام الحامدی صاحبہ کا تعلق حضر موتؔ کے علاقے سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1983ء میں ہوئی اور انہیں 2013ء میں بیعت کی توفیق ملی۔وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کی داستان کچھ یوں بیان کرتی ہیں:

میری عمر بارہ سال تھی اور میں اپنے والدین کے ساتھ مکۃ المکرمہ کے ایک مدرسہ میں پڑھ رہی تھی۔تاریخ اسلام میرا پسندیدہ مضمون تھا۔جب میری استانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے غزوات کے بارہ میں بات کرتی تو میں اس میں اس قدر ڈوب جاتی کہ مجھے ایسے معلوم ہوتا جیسے یہ تمام واقعات میری آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں۔مسلمانوں کی فتوحات، ابتلاء میں صبر اور قربانیوں کی داستانیں سن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی۔

جب میری استانی اپنا لیکچر دے کر چلی جاتی تو میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنے شروع ہو جاتے۔میں خود کلامی کی حالت میں کہتی کہ اگر مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتی تو کیا آپ پر ایمان لانے والوں میں ہوتی یا خدانخواستہ آپ کا انکار کر کے کفار کے گروہ میں شامل ہو جاتی؟! کیا مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کی بیعت کرتی یا خدا نخواستہ بغاوت کرنے والوں کے ساتھ کھڑی ہوتی؟!

گو ان سوالوں کے بارہ میں سوچ کر میں اکثر غمگین ہو جاتی لیکن دل میں یہ خواہش بشدت جوش مارتی کہ انبیاء اور خلفاء کے زمانے کا کچھ حصہ ہمیں بھی تو ملنا چاہئے تھا تا کہ ہم بھی معرفتِ حق کے اس تجربہ سے گزرتے۔

نام کا اسلام اور میرے سوالات

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مسلمان گھرانے میں پیدا کیا۔لیکن میرے خاندان کا اسلام دراصل اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کا نام تھا۔خرافات اور خلاف دین امور نے ہمیں جہالت، گمراہی اور عجیب خوف کی ایسی حالتوں کی طرف دھکیل دیا تھا جن میں جھوٹ اور نفاق کی کھلی اجازت تھی۔اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ ہمارے اس اسلامی معاشرے میں کھلے عام کہا جاتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نعوذ باللہ تین جھوٹ بولے تھے۔ اسی طرح مولوی حضرات کے ایک دوسرے کے خلاف گندے فتاویٰ اور بدکلامی، نیز جنّ، حسد اور نظر لگنے جیسے مسائل میں جس طرح شرک کیا جاتا تھا اس کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔

میں نے قرآن کریم کی تفاسیر اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا تو میری حیرت اور سوالوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ان میں سے چند ایک یہ تھے:

نبی کریم ﷺ پر جادو کیسے ممکن ہو گیا؟ صرف یہی ایک بات مزید الجھے ہوئے سوالوں کو جنم دیتی تھی۔

پھر یہ سوال کہ نوح علیہ السلام کی قوم تو کسی معین مقام پر موجود تھی پھر ان کو تباہ کرنے کی خاطر ساری زمین کو ہی تہِ آب کیوں کر دیا گیا؟

حواریوں کے لئے آسمان سے وہ مائدہ کیسے نازل ہوا جس میں طرح طرح کے لذیذ وطیب کھانے شامل تھے؟

مَیں نے تفاسیر میں نبیوں کی شان میں بہت سی گستاخیاں پڑھیں۔ان تفاسیر میں مذکور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مجھے بالکل پسند نہ آیا۔

اسی طرح یاجوج وماجوج کے قصے اور دجال کے معجزات اور خارق عادت امور کے بارہ میں میرے سوالات اس قدر تھے کہ اگر لکھنے لگوں تو کئی دفتر درکار ہوں گے۔

میں کہتی تھی کہ اگر یہ تفاسیر درست ہیں تو ان میں مذکور گزشتہ زمانوں کے معجزات میں سے کچھ تو اس خیر امّت میں بھی نظر آنے چاہئیں۔لیکن صورتحال اس کے برعکس ہے۔

کنارہ کشی اختیار کرلی

قریب تھا کہ میں دین سے دور ہو کر الحاد کی رو میں بہ جاتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے بچایا اور میں بکثرت یہ دعا کرنے لگی کہ خدایا مجھے تو خود علم عطا فرما اور مجھے اسلام کی حقیقت اور اس کا فہم عطا فرما۔

میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ ناسخ ومنسوخ اور دیگر امور دین کے بارہ میں بحث کرتی تو وہ مجھے بحث کرنے سے روکتے ہوئے کہتے کہ یہود بھی تمہاری طرح اپنے انبیاء سے بحثیں کرتے تھے اِس لئے گمراہ ہو گئے۔

مجبورًا میں نے ان سے کنارہ کر لیا حتی کہ شادی بیاہ کی تقاریب سے بھی دور رہنا شروع کر دیا کیونکہ ان میں بھی رقص وغناء جیسے بہت سے امور تھے جو میری فطرت کے خلاف تھے۔میرے اعتراضات کی بنا پر کچھ لوگوں نے مجھ سے اور کچھ سے میں نے دوری اختیار کرلی۔

ان میں سے بعض نے مجھ سے کہا کہ تم بیمار ہو اور تمہیں کسی مولوی سے دم درود کروانا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے اوپر جنّوں کا سایہ ہو۔لیکن چونکہ مجھے ان کے غلط عقائد اور اپنی ذات کا بہت اچھی طرح علم تھا اس لئے میں نے ان کی بات سنی اَن سنی کر دی۔

میری شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی عطا فرمائی۔میرا خاوند کئی کئی روز تک جاب کی وجہ سے گھر سے غائب رہتا اور مَیں گھر میں بچوں کے ساتھ اکیلی ہوتی تھی۔ایسے میں وقت گزارنے کا ٹی وی ہی ایک واحد ذریعہ تھا لیکن میں اس بارہ میں بھی شدت پسند تھی اور ٹی وی کو زیادہ دیکھنا پسند نہ کرتی تھی۔کبھی کبھار میں ٹی وی لگا کر بعض اچھے دینی چینلز تلاش کرنے کی کوشش کرتی لیکن کسی چینل سے میری روحانی پیاس نہ بجھ سکی۔

جھوٹے لوگ!

میری دعا جاری رہی اور اسی عرصہ میں مَیں نے بکثرت ایسے رؤیا دیکھے جو قرب قیامت کی نشانیوں کے پورا ہونے کے مناظر پر مشتمل تھے۔کبھی میں دیکھتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے اور کبھی یہ کہ لوگ خدا کے سامنے حساب کتاب کے لئے پیش ہیں اور یوم حشر برپا ہے۔

ان میں سے ایک رؤیا ایسا ہے جسے میں زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گی۔ میں نے خواب میں ایک مشہور ومعروف مولوی کو زمین پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔اس کے جسم پر مہندی سے نقش ونگار کئے گئے تھے۔میں یہ دیکھ کر سخت حیران ہوئی اور بے اختیاری کے عالم میں میرے منہ سے نکلا یہ جھوٹے لوگ ہیں۔پھر گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر یہی الفاظ تھے کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں۔

اتفاق یا تقدیر الٰہی!

انہی ایام میں ایک بار میرا خاوند کام سے چھٹی پر گھر آیا تو اس نے بعض نیوز چینلز کو تلاش کر کے محفوظ کر لیا۔چونکہ اسے علم تھا کہ میں ایسے چینلز دیکھنا پسند نہیں کرتی اس لئے اس نے کہا کہ جب وہ چھٹی کے بعد واپس جائے گا تو ان چینلز کو حذف کر دے گا۔ہم مختلف امور میں ایسے الجھے کہ میرے خاوند کے جانے کا وقت آ گیا اور وہ ان چینلز کو حذف کئے بغیر ہی چلا گیا۔کچھ روز کے بعد میں نے ٹی وی آن کیا تو دیکھا کہ اس پر بہت سے غیر ضروری چینل کھل رہے ہیں۔میں نے ایک ایک کر کے سب کو حذف کرنا شروع کیا تو ایسے میں ایم ٹی اے کھل گیا جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا۔میں نے یہ چینل پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ چپ چاپ میں نے اس پروگرام کو سننا شروع کر دیا۔پروگرام مجھے اس قدر پسند آیا کہ فخر سے میرا سر بلند ہونے لگا اور شرکائے پروگرام کی باتیں سنتے ہوئے بے اختیار ہو کر میرے منہ سے کئی مرتبہ یہ الفاظ نکلے کہ: یہ بات درست ہے، یہی حق ہے اور حقیقت کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔

دوران پروگرام جب ندیم صاحب کچھ بولنے لگے تو میں سوچ میں پڑ گئی کہ میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔لیکن کہاں؟ بالآخر مجھے یاد آیا کہ میں نے کچھ سال قبل ایک رؤیا میں ایک بہت بڑا سا خیمہ دیکھا تھا جس میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں بھی اس خیمہ میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھی اور جب اس کے دروازے پر پہنچی تو ندیم صاحب نے اس کا دروازہ کھولا اور مجھے اندر آنے کی دعوت دی۔

یہ سب کچھ یاد کر کے میں تو سکتہ میں آ گئی۔کئی سال پرانا یہ رؤیا، اور پھر اس چینل کا حذف ہونے سے بچ جانا اور پھر میرا یہ پروگرام اس وقت دیکھنا جب اس پر وہی شخص نظر آ رہا تھا جسے میں نے قبل ازیں اپنے رؤیا میں دیکھا تھا، کیا یہ سب اتفاق تھا؟! ہرگز نہیں۔یہ سوچ کر مَیں نے دن رات یہ چینل دیکھنا شروع کر دیا۔

اب تو میں جلدی جلدی اپنا کام ختم کر کے ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتی اور اس چینل کے پروگرام دیکھتی رہتی۔کئی بار ایسے مفاہیم اور تسکین بخش معارف سننے کو ملتے کہ میں جوش میں آ کر بے اختیاری کے عالم میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتی۔

بچوں کو میرے پاس لے آؤ

میں بہت خوش تھی۔میرے بچوں نے بھی میرے اندر یہ تبدیلی محسوس کی اور میں نے بھی ان کے ساتھ بھی احمدیت اور ایم ٹی اے کی باتیں کرنی شروع کر دیں۔اسی رات میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔آپ دور کھڑے تھے اور اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے ہوئے مجھے ارشاد فرما رہے تھے کہ اپنے بچوں کو میرے پاس لے آؤ۔

میں خواب سے بیدار ہوئی تو بہت خوش اور منشرح الصدر تھی۔اس رؤیا کے ذریعہ مجھے یہ ہدایت دی گئی تھی کہ مجھے احمدیت کی نعمت میں اپنے بچوں کو بھی شریک کرنا چاہئے۔

چنانچہ اس کے بعد میں نے بچوں کو روایتی عقائد کی غلطیوں سے آگاہ کرنا شروع کر دیا اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔

بیعت

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات ازدیادِ روحانیت اور ایمان میں اضافہ کا باعث ٹھہرے۔ہر خطبہ مجھے بیعت کے مرحلہ کو عبور کرنے کے قریب سے قریب تر کرتا چلا گیا۔

پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں اور بہت سے پروگرام دیکھے جس کے بعد اس یقین پر قائم ہو گئی کہ یہی سیدھی راہ اور حقیقی اسلام ہے۔چنانچہ میں نے بیعت ارسال کر دی۔یہ 2013ء کی بات ہے۔

بیعت کے بعد میری زندگی بدل گئی۔ میں مخالفین کے مزاعم کا ردّ مضبوط دلائل سے کرنے لگی۔لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔اور لوگوں کی اکثریت غفلت کا شکار ہے۔

تسلی بخش رؤیا سے شکوک کا خاتمہ

بعض لوگوں کے کہنے پر میرے دل میں بھی یہ خیال ایک شک بن کر پنپنے لگا کہ مولوی حضرات نے تو دین کے علوم کو کھنگالا ہوا ہے اور بڑے بڑے جامعات اور مدارس سے پڑھے ہوئے ہیں، پھر وہ اس جماعت میں شامل ہونے کی بجائے اس کی تکفیر پر کیوں بضد ہیں۔میں اس بارہ میں سوچتی رہی اور ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرتی رہی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ میری تسلی کرا دی۔

میں نے خواب میں ایک ہوٹل نما بڑی سی عمارت دیکھی جس میں بہت سے فلیٹس تھے۔ میں نے اس میں سے اپنے اور اپنے بچوں کے لئے ایک فلیٹ لیا اور اس میں چلی گئی۔میں اس فلیٹ کے اندر تھی کہ مجھے بعض ایسے مولویوں کی آوازیں سنائی دیں جنہیں میں جانتی تھی۔ وہ مشہور ومعروف مولوی حضرات ہیں اور اکثر ٹی وی پر آتے رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے بھی ایک نواحی فلیٹ لیا اور اس میں داخل ہونے لگے۔ میں اپنے فلیٹ کے دروازے میں کھڑے ہو کر انہیں دیکھ رہی تھی کہ اچانک گہرا سیاہ دھواں ان کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے یہ دیکھ کر چیختے ہوئے اپنے فلیٹ کا دروازہ بند کر لیا اور اپنے بچوں کو لے کر بیٹھ گئی۔یہ دھواں مولویوں کے فلیٹ میں داخل ہوا اور ان کی چیخیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ اس دھوئیں سے جلنے لگے ہیں۔وہ مدد کے لئے فریاد کرتے رہے تا آنکہ ان کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔گویا اس کثیف دھوئیں نے ان کا کام تمام کر دیا تھا۔ اس کے بعد مارے خوف کے میری آنکھ کھل گئی۔اس خواب کے بعد میری تسلی ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے استجابت دعا کے ذریعہ بھی مجھے ثبات قدم عطا فرمایا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جب بھی خط لکھتی ہوں اور آپ دعا کرتے ہیں تو آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

آخر پر یہی کہتی ہوں کہ کاش میرے مسلمان بھائی میری آواز سنیں اور امام الزمان کو قبول کر کے اس سفینۂ نجات میں سوار ہو جائیں جس کے بغیر آج کوئی امان نہیں ہے۔

..........................(باقی آئندہ)

آج کی دنیا کا خیال ہے کہ مذہب کی حیثیت ثانوی حیثیت ہے اور اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو اس کے لئے مذہب سے ہٹ کر سوچنے کی ضرورت ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں اکثریت کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں جو فساد برپا ہے اس کی وجہ مذہب ہے جبکہ خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور سکولوں میں پڑھایا بھی جاتا ہے کہ انسان نے بنیادی اخلاق مذہب سے سیکھے۔ انسان کو متمدّن اور بااخلاق بنانے میں مذہب کا ہاتھ ہے، کسی فلسفہ دان کا نہیں۔ گویا کہ خود بھی یہ لوگ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ایک مخمصہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اس زمانے میں اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی وجہ سے دنیا کی اس وقت فساد کی حالت ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ حالت نہیں ہے۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے بعض جگہ یہ حالت ہوئی ہوگی۔

اگر مسلمان ممالک لڑائیوں اور فساد کی جگہ بنے بھی ہوئے ہیں تو اس میں بڑی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ اسلحہ یا تو اُن سے خریدا جاتا ہے یا اسلحہ مشرقی یورپ کے ممالک سے خریدا جاتا ہے اور سب کو پتا ہے لیکن نہیں روکتے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی کام چاہے وہ جائز ہو، اگر غلط موقع پر ہو رہا ہے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ اگر حقیقی امن قائم کرنا ہے تو پھر اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ انتہائی اعلیٰ معیار کے انصاف پر قائم ہو جاؤ۔

مختلف آیات قرآنی کے حوالہ سے انصاف کے اعلیٰ معیار کا تذکرہ

ہم اس زمانے میں خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، جنہوں نے ہماری صحیح رہنمائی کی ہے، جنہوں نے ہمیں بتایا کہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور اس کی تعلیمات نہیں بلکہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور خدا تعالیٰ سے دُوری ہے۔

یہ طاقتور قوموں کے مظالم ہی تھے جن کی وجہ سے لیگ آف نیشنز (League of Nations) ناکام ہوئی تھی اور دوسری جنگ عظیم لڑی گئی اور یہی حرکتیں اب یو این او (UNO) بڑی حکومتوں کے دباؤ پر کر رہی ہے اور یو این او (UNO) کی ناکامی بھی شروع ہو چکی ہے اور اب خود بھی یو این او (UNO) کے بعض سابق عہدیدار لکھنے لگ گئے ہیں کہ بے انصافی کی وجہ سے یو این او (UNO) اپنے مقصد میں ناکام ہو چکی ہے۔ پس اگر دیرپا امن قائم کرنا ہے تو انصاف کے یہ اصول قائم کرنے ہوں گے ورنہ لکھنے والے صحیح لکھنا بھی شروع ہو گئے ہیں اور کئی عرصے سے اس بات کی طرف توجہ بھی دلا رہا ہوں کہ عالمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔

دنیا میں عدل وانصاف اور امن قائم کرنے اور مخصوص حالات میں بعض شرائط کے ساتھ جنگوں کی اجازت دینے اور حالت جنگ میں بھی عدل وانصاف پر مبنی اصول وضوابط پر مشتمل اسلام کی نہایت خوبصورت اور اعلیٰ تعلیمات کا تذکرہ

یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جسے ہمیں آجکل دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ اسلام تو محبت، پیار اور بھائی چارہ سکھاتا ہے اور اگر اسلام کے نام پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ اس کی تعلیم کے خلاف چل کر ہو رہا ہے۔ آج اگر دنیا کے بچاؤ کے لئے کوئی حل ہے تو اسلام کے پاس ہے۔ نہ ہی اسلام سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے، نہ ہی اس خیال کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے کہ مذہب فتنہ وفساد کی وجہ ہے یا دنیا کا امن وسکون مذہب کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ کسی مذہب نے فساد کی اجازت نہیں دی۔

آج اگر دنیا امن چاہتی ہے، اپنی بقا چاہتی ہے، اپنے بچوں کو اپاہج ہونے سے بچانا چاہتی ہے اور معذور پیدا ہونے سے بچانا چاہتی ہے تو اسلام احمدیت ہی اس کا حل ہے اور اس زمانے کے امام کے ساتھ تعلق جوڑنے میں ہی دنیا کی بقا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق ہم نے ان کو بتانا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو تو تمہاری بقا ہے۔ پس اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن کوششیں بھی اس وقت کامیاب ہوتی ہیں، دعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب ہمارے عمل بھی اس کے مطابق ہوں۔ پس ہر احمدی کو اپنے گھروں میں بھی انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے کام کی جگہوں پر بھی انصاف اور عدل قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے محلے اور شہر میں بھی اعلیٰ معیار انصاف اور عدل کے قائم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا دیکھے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو دنیا کے حقیقی نجات دہندہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے 40ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 09/اکتوبر 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج کی دنیا کا خیال ہے کہ مذہب کی حیثیت ثانوی حیثیت ہے اور اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو اس کے لئے مذہب سے ہٹ کر سوچنے کی ضرورت ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں اکثریت کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں جو فساد برپا ہے اس کی وجہ مذہب ہے جبکہ خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور سکولوں میں پڑھایا بھی جاتا ہے کہ انسان نے بنیادی اخلاق مذہب سے سیکھے۔ انسان کو متمدّن اور بااخلاق بنانے میں مذہب کا ہاتھ ہے، کسی فلسفہ دان کا نہیں۔ گویا کہ خود بھی یہ لوگ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ایک مخمصہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو مذہب کے خلاف ہیں دوسری طرف یہ بھی تسلیم ہے کہ انسان کو بااخلاق بنانے میں ان لوگوں (یعنی انبیاء) کا ہاتھ ہے جنہوں نے کہا کہ ہمیں اس تعلیم اور ان اخلاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو اخلاقی اقدار دینے میں مذہب کا بہت بڑا ہاتھ ہے یا انبیاء کا ہاتھ ہے۔ گو کچھ عرصہ بعد ان انبیاء کی تعلیم بھلائی جاتی رہی۔ کچھ اخلاق اور قواعد کو لوگوں نے یا ان کے سرداروں نے اختیار کر لیا، کچھ کو چھوڑ دیا۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء بھیجے جنہوں نے ان کی روحانی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ تمدّنی ترقی میں بھی کردار ادا کیا اور انہی بنیادوں پر پھر عقل رکھنے والوں نے، سرداروں نے، لیڈروں نے، بعض اخلاق اور اصولوں کو تو اپنا لیا لیکن روحانیت کو چھوڑ دیا۔ نتیجۃً مذہبی اور روحانی حالت میں ترقی کے بجائے تنزل ہوتا چلا گیا۔ اور یہ تنزل ہر قوم میں مذہب کی تعلیم میں مذہبی علماء اور قوم کے سرداروں کے اپنے مفادات کی ترجیح کی وجہ سے آیا۔ انہوں نے مذہب کی تعلیمات کو ایک طرف کر دیا، اپنی ترجیحات اوپر لے آئے، نتیجۃً مذہبی تعلیم میں گراوٹ آ گئی ورنہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تو ہر قوم کے لئے مختلف نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں نے ہر قوم میں نبی بھیجے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء تو ایک ہی تعلیم لے کر آئے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور آپس کے تعلقات کی بہتری۔

اکثر صحافی یا غیر مسلم لوگ اسلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو انہیں میں یہی کہا کرتا ہوں کہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ بھی یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلاصۃً ہمیں بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو اور اس سے محبت کرو اور اس کے بندوں کے حق ادا کرو اور ان سے شفقت کا سلوک کرو (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور ہر مذہب نے یہی تعلیم دی ہے اور اسلام کی تعلیم اس معاملے میں سب سے بڑھی ہوئی اور اعلیٰ ہے۔ پس جب مذہب یہ ہے اور اسلام سب سے زیادہ اس تعلیم کا علمبردار ہے تو پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کے فسادوں کی وجہ مذہب ہے اور خاص طور پر اس زمانے میں اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی وجہ سے دنیا کی اس وقت فساد کی حالت ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ حالت نہیں ہے۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے بعض جگہ یہ حالت ہوئی ہوگی۔

گزشتہ صدی میں دنیا نے دو بڑی عالمی جنگیں دیکھیں۔ کیا ان کی وجہ مذہب تھا یا لیڈروں کی خواہشات اور سیاسی اور جغرافیائی حالات اور لالچیں تھیں؟ اس موجودہ زمانے میں بھی کون سا مسلمان ملک ہے جو انتہائی اعلیٰ قسم کے ہتھیار اور اسلحہ تیار کرتا ہو؟ یہ ترقی یافتہ ملک اور بڑی

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

لڑکوں اورلڑکیوں کے رشتوں کے معاملات اور پھر رشتوں کے بعد عائلی مسائل یہ ایسے معاملات ہیں جو گھروں میں پریشانی اور بے چینی کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ شادیوں کے بعد عائلی مسائل ہیں وہ صرف خاوند بیوی کے لئے مسئلہ نہیں ہوتے بلکہ دونوں طرف کے والدین کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر اولاد ہو گئی ہے تو اولاد میں بھی بے چینی پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات اولاد اس وجہ سے دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے بگڑ رہی ہوتی ہے اور ماں باپ اور خاندان کے لئے مزید پریشانیاں پیدا کرتی ہے۔ گویا پریشانیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

رشتوں کے معاملات اور رشتوں کے بعد پیدا ہونے والے مختلف عائلی مسائل کی وجوہات کی نشاندہی اور ان کے سدّ باب اور علاج کے لئے دینی تعلیمات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالے سے احباب کی رہنمائی۔

اگر ایک فقرے میں ان مختلف عمروں کے عائلی مسائل کی وجہ بیان کی جائے تو یہ ہے کہ دین سے دُوری ہے۔ دینی تعلیمات سے لاعلمی ہے اور عدم دلچسپی ہے۔ اور دنیاداری اور دنیاوی چیزوں میں رغبت ہے۔ پس اگر ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہے تو دینی تعلیم کی روشنی میں کرنا ہو گا۔

ایک طرف ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں تو پھر دینی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں جو ہمیں قرآن کریم میں، احادیث میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات میں ملتا ہے۔

مکرم محمد نواز مومن صاحب ابن مکرم خدا بخش مومن صاحب اور مکرم سید رفیق احمد سفیر صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سفیر الدین صاحب کی وفات اور نماز جنازہ حاضر۔ مکرم ڈاکٹر مرزا لئیق احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب اور مکرم امین اللہ خان سالک صاحب ابن مکرم عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال کی وفات اور نماز جنازہ غائب۔ مرحومین کا ذکر خیر۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 مارچ 2017ء بمطابق 03 امان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتوں کے معاملات اور پھر رشتوں کے بعد عائلی مسائل یہ ایسے معاملات ہیں جو گھروں میں پریشانی اور بے چینی کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ شادیوں کے بعد عائلی مسائل ہیں وہ صرف خاوند بیوی کے لئے مسئلہ نہیں ہوتے بلکہ دونوں طرف کے والدین کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر اولاد ہو گئی ہے تو اولاد میں بھی بے چینی پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات اولاد اس وجہ سے دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے بگڑ رہی ہوتی ہے اور ماں باپ اور خاندان کے لئے مزید پریشانیاں پیدا کرتی ہے۔ گویا پریشانیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقریباً روزانہ میری ڈاک میں ایسے معاملات آتے ہیں یا زبانی ملاقات میں لوگ اپنے مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔

ایک طرف لڑکیوں کے رشتوں کا مسئلہ ہے۔ جب لڑکی کی رشتے کی عمر ہوتی ہے تو پڑھائی کو عذر بنا کر اصل عمر میں رشتے نہیں کئے جاتے کہ ابھی پڑھ رہی ہے اور جب ذرا بڑی ہو جاتی ہیں، پڑھ لکھ جاتی ہیں اور بڑی عمر میں رشتے ہو جاتے ہیں تو پھر understanding کا نہ ہونے کا جواز بنا کر رشتوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر بعض لڑکیوں کی یہ باتیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں کہ سہیلیاں اور دوستیں غلط طور پر ایسے خیالات ان کے دلوں میں پیدا کرتی ہیں کہ ان ملکوں میں تمہارے بڑے حقوق ہیں۔ اپنے خاوندوں کو یہ بتاؤ کہ میرے حقوق ادا کرو اور یہ یہ دو۔ میں تمہیں اپنا خاوند نہیں مانتی اور خاوندوں کی ہر بات ماننی بھی نہیں چاہئے۔ پھر بعض دفعہ ماں باپ خود بھی لڑکیوں کو ایسی باتیں سکھاتے ہیں جس سے لڑکے لڑکی یا خاوند بیوی کا آپس کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے یا شکوک وشبہات ابھرنے لگتے ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان سے رشتہ کروا کر یہاں آئی ہوئی لڑکیاں جو مغربی ممالک میں آتی ہیں وہ بھی یہاں آزادی کو دیکھ کر اس رنگ میں رنگین ہو کر پھر غلط مطالبے کرنے شروع کر دیتی ہیں بلکہ بعض دفعہ یہاں پہنچ کر گھر بسانے سے پہلے ہی رشتے توڑ دیتی ہیں اور یہ حال صرف لڑکیوں کا نہیں ہے بلکہ لڑکے بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ بلکہ لڑکوں کی ایسی حرکتوں کی نسبت جو ہے وہ شاید لڑکیوں سے کچھ زیادہ ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لڑکے اور لڑکیاں بھی قول سدید سے کام نہیں لیتے جس بات کا رشتے سے خاص تعلق ہے۔ نکاح پہ جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں قول سدید کے بارے میں خاص طور پر تاکید ہے۔ پورے حالات ایک دوسرے کو نہیں بتائے جاتے۔ پھر ماں باپ بعض دفعہ لڑکیوں پر زبردستی کر کے ایسے رشتے کروا دیتے ہیں جو تعلیمی فرق اور رہن سہن کی وجہ سے مطابقت نہیں رکھ رہے ہوتے کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا۔

اسی طرح بعض لڑکے کہیں اور دلچسپی رکھ رہے ہوتے ہیں لیکن ماں باپ کے سامنے انکار نہیں کرتے اور پاکستان میں شادی کر لیتے ہیں یا یہاں اپنے عزیزوں میں ان کی مرضی کے مطابق شادی کر لیتے ہیں اور پھر کچھ عرصہ بعد ان بیچاری لڑکیوں پر ظلم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے اس کے خاوند کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ پھر وہی سسرال یا ساس جو بڑی چاہت سے لے کے آتی ہے ان کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ پھر باقی عزیزوں کی طرف سے ظلم ہوتا ہے۔ بہرحال چاہے وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں ہیں، ایک طرف کا سسرال ہے یا دوسری طرف کا کسی پر بھی ان ساری باتوں کا سو فیصد الزام نہیں ڈالا جا سکتا۔ بعض حالات میں لڑکے قصوروار ہوتے ہیں بعض حالات میں لڑکیاں قصوروار ہوتی ہیں۔

پھر عائلی مسائل جیسا کہ مَیں نے کہا بچوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب کئی بچے ہونے کے بعد، کافی عرصہ کے بعد، اچھی بھلی زندگی گزارنے کے بعد ایک دم مرد کے دماغ میں کیڑا کلبلاتا ہے اور وہ

یہ کہتا ہے کہ میرا اپنی بیوی کے ساتھ گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے مَیں دوسری شادی کرنے لگا ہوں یا تمہیں طلاق دینے لگا ہوں۔ یا ایک عرصہ کے بعد بیوی کہتی ہے کہ مَیں نے اپنی زندگی اس شخص کے ساتھ بڑی تکلیفوں میں گزاری ہے اب برداشت نہیں کرسکتی اس لئے خلع لینی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ جماعت میں خلع کی جونسبت ہے وہ طلاق سے زیادہ ہے۔ یعنی خلع کی درخواستیں قضاء میں زیادہ آتی ہیں۔ بہرحال ایسے حالات میں بچے متاثر ہوتے ہیں اور یہ بات تو معلومات رکھنے والے دنیاوی اداروں کے کوائف سے بھی ثابت شدہ ہے کہ ماں باپ کی علیحدگی کے بعد جس کے پاس بھی بچے رہ رہے ہوں وہ نفسیاتی اور اخلاقی اور دوسری صلاحیتوں کے لحاظ سے متاثر ہورہے ہوتے ہیں۔ بہرحال ان تکلیف دِہ حالات کا ذمہ دار کوئی بھی ہو۔ چاہے لڑکے لڑکیوں پر الزام دیتے ہیں اور یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ مغربی ماحول میں لڑکیاں اپنے کیریئر بنانے کی وجہ سے پریشانی پیدا کرتی ہیں اور رشتے نہیں نبھاتیں یا شروع میں ہم بعض وجوہات کی وجہ سے والدین کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو لڑکیاں رہنا نہیں چاہتیں یا دین کا ان کو علم نہیں یا لڑکے سے غلط توقعات رکھی جاتی ہیں مثلاً فوری طور پر نیا گھر لو اور ایسا گھر ہو جو تمہاری ملکیت بھی ہو۔

پھر میاں بیوی کے معاملات میں لڑکی کے ماں باپ کی دخل اندازی ہے۔

پھر صحیح حالات نہ بتانے کی وجہ سے، ایک دوسرے کے قولِ سدید نہ کرنے کی وجہ سے شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ قول سدید سے کام نہیں لیا جاتا جو کہ انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کے دلوں میں بعض باتیں لڑکے اور اس کے گھر والوں کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکے کی ماں یا عزیز رشتہ دار جو ہیں وہ لڑکی کے سامنے ہر وقت لڑکے کی تعریف کرتے رہیں گے کہ ہمارا لڑکا ایسا ہمارا لڑکا ویسا اور لڑکی کو کسی نہ کسی بہانے کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً چھوٹا قد ہے، موٹی ہے، رنگ گورا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر لڑکی کسی وجہ سے کوئی ملازمت کر رہی ہے تو پھر بھی اسے طعنے ملتے ہیں۔ پھر لڑکے اور لڑکی کے تعلقات ہیں، میاں بیوی کے تعلقات ہیں، ان میں بھی لڑکے والوں کی مداخلت ہوتی ہے۔ لڑکے لڑکیوں کو یہ بھی شکوہ ہے کہ لڑکے شادی کی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے۔ ان میں احساس ذمہ داری نہیں ہے۔ اور یہاں کے ماحول کے زیر اثر عموماً یہاں پچیس سال چھبیس سال کے لڑکے کو بھی کہو کہ تم بڑے ہو گئے ہو تو لڑکے کہیں گے نہیں ابھی تو مَیں چھوٹا ہوں۔ شادی کے قابل نہیں۔ یہاں کے ماحول کے زیر اثر ہمارے احمدی لڑکوں میں اور ایشین اورِیجن (asian origin) کے لڑکوں میں بھی یہی بیماری ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ابھی تو ہم چھوٹے ہیں اور ذمہ داری نہیں نبھا سکتے۔ اگر چھوٹے ہیں اور ذمہ داری نہیں نبھا سکتے تو پھر شادی کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ بہرحال شکوؤں کا یہ سلسلہ چلتا ہے اور دونوں طرف سے چلتا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح کئی سال زندگی گزارنے کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا کافی عرصہ ہو جاتا ہے، بچے بڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں، پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں اور صرف بچگانہ باتیں ہوتی ہیں اور بے صبری اور غلط دوستی ایسی باتیں پیدا کرتی ہے۔ اور اگر ایک فقرے میں ان مختلف عمروں کے عائلی مسائل کی وجہ بیان کی جائے تو یہ ہے کہ دین سے دُوری ہے۔ دینی تعلیمات سے لاعلمی ہے اور عدم دلچسپی ہے۔ اور دنیاداری اور دنیاوی چیزوں میں رغبت ہے۔ پس اگر ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہے تو دینی تعلیم کی روشنی میں کرنا ہوگا۔

ایک طرف ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں تو پھر دینی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں جو ہمیں قرآن کریم میں، احادیث میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات میں ملتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام قبول کیا، ہم مسلمان ہیں اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا جنہوں نے ہمارے سے ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 391) یہ عہد ہم مختلف مواقع پر دہراتے ہیں لیکن جب اس پر عمل کا وقت آئے تو بھول جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پر تو اچھے بھلے بظاہر دین کی خدمت کرنے والے اسے بھول رہے ہوتے ہیں حالانکہ شادی بیاہ کے معاملہ میں تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہدایت بھی ملی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ دین مقدم کر کے اگر دنیا مل جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور دنیاداروں کی زبان میں ہم اگر کہیں تو یہ بونس (Bonus) ہے۔ لیکن اگر صرف دنیا کو دیکھا جائے اور پھر دین کو مقدم رکھنے کا دعویٰ ہو تو پھر مسائل پیدا ہوتے ہیں کیونکہ سچائی نہیں ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے جو رشتہ کی تلاش کے وقت ترجیحی بنیاد پر اپنے سامنے رکھنے کے لئے آپ نے فرمائی جس کی روایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے۔ اس کے حسب ونسب کی وجہ سے۔ خاندان کی وجہ سے۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دیندار عورت کا انتخاب کرو خدا تمہارا بھلا کرے۔ (صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090) اگر اس بات کو لڑکے بھی اور لڑکے کے گھر والے بھی سامنے رکھنے لگ جائیں تو لڑکیاں اور لڑکی کے گھر والے اپنی ترجیح جو ہے وہ دین کرلیں گے اور جب دین ترجیح ہوگی تو بہت سے شکوے اور تحفظات جو لڑکی اور لڑکے اور اس کے گھر والوں کے بارے میں، ایک دوسرے کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔ اور جو لڑکا دیندار لڑکی کی تلاش میں ہوگا اور دین مقدم کر رہا ہوگا اس کو پھر اپنا عمل بھی دینی تعلیم کے مطابق ڈھالنا پڑے گا۔ اور جو دینی تعلیم پر عمل کر رہا ہوگا اس کے گھر میں بلاوجہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر فتنہ اور فساد پیدا نہیں ہو رہا ہوگا اور نہ ہی لڑکے کے گھر والے لڑکی کے لئے مشکلات پیدا کرنے والے ہوں گے۔

پھر اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دین دیکھنا بیشک ترجیح ہے لیکن بعض دفعہ ہر جوڑ ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ اس لئے رشتوں سے پہلے استخارہ کر لیا کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عندالاستخارۃ حدیث 6382)

اللہ تعالیٰ سے رشتہ کے لئے خیر طلب کرو۔ یا پھر یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس رشتے میں خیر نہیں ہے تو اس میں روک پیدا فرما دے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہم کو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ نکاح ضرور سُکھ کا موجب ہوگا اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور مودّت کا باعث ہو، وہ پیدا ہوتی ہے۔'' (شادی بیاہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ایک دوسرے کے لئے تسکین ہو اور اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ آپس میں پیار اور محبت پیدا ہو۔) فرمایا کہ ''سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذَاتِ الدِّیْن ہو۔'' (پہلے ذکر ہو چکا دین کو تلاش کرنا ہے۔) ''حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب ونسب اس کے محرکات نہ ہوں۔ پہلے نیت نیک ہو۔ پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو۔'' (خطباتِ نور صفحہ 519-518 خطبہ فرمودہ 25 دسمبر 1911ء)

پس رشتے سے پہلے جب بندہ دعا میں اللہ تعالیٰ سے تسکین اور محبت سے زندگی گزارنے کی دعا کرے اور یہ دعا کرے کہ اگر اس میں میرے لئے تسکین ہے اور خیر ہے تو یہ رشتہ ہو جائے اور شادی ہو جائے تو پھر شادی شدہ زندگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیاب گزرتی ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ شادی کے بعد بھی شیطان مختلف ذریعوں سے حملے کرتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ دعا ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے کہ شادی ہمیشہ سکون اور محبت اور پیار سے گزرے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مزید استخارے کی اہمیت بتائی ہے۔ ایک موقع پر اس کی نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔'' (ایک چھوٹا کام نہیں ہے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے ایک کام ہے۔) ''اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو۔ حسب نسب میں اعلیٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار انسان مل جاوے'' (چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔) ''اور چونکہ حقیقی علم، اخلاق، عادات اور دیانتداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے۔ جلدی سے پتا نہیں لگ سکتا۔'' (بعض رشتے ٹوٹتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے بظاہر یہ دیکھ کر رشتہ کرلیا کہ دیندار ہے، اچھے اخلاق ہیں، سب کچھ ہے لیکن بعد میں پتا لگا سب کچھ غلط تھا۔ کیونکہ یہ پتا نہیں لگ سکتا) ''اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کرلیا کرو۔''

(خطباتِ نور صفحہ 254 خطبہ فرمودہ 13 ستمبر 1907ء)

آپ نے فرمایا کہ ''ہم انجام سے بے خبر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔ اس لئے اوّل خوب استخارہ کرو اور خدا سے مدد چاہو''۔ (خطباتِ نور صفحہ 478 خطبہ فرمودہ 26 اگست 1910ء)

آپ خطبہ نکاح پر پڑھی جانے والی آیات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان میں یہ نصیحت ہے کہ تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ قولِ سدید سے کام لو۔ یہ جائزہ لو کہ تم اپنے کل کے لئے کیا آگے بھیج رہے ہو۔ اگر تم نے زندگی کی کامیابیاں دیکھنی ہیں تو تقویٰ بہت ضروری ہے۔ اس بارے میں استخارے کے بعد جب نکاح کا موقع آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں ''اس خطبہ میں بھی (یعنی نکاح پہ جو تلاوت کی جاتی ہے) اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے اور اپنے اعمال و افعال کے انجام کو سوچے اور غور کرے۔ پھر نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ عَلَیْکَ وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِی الْخَیْرِ۔ (جامع الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی مایقال للمتزوّج) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے۔'' (خطباتِ نور صفحہ 520-519 خطبہ فرمودہ 25 دسمبر 1911ء) پس ہر موقع پر خیر اور برکتوں کی دعا کی جاتی ہے تو پھر رشتے بابرکت بھی ہوتے ہیں۔

بعض لوگ پاکستانی اور ہندوستانی ماحول کے زیر اثر ابھی تک خاندان، برادری، قوم کے مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ جب رشتے آئیں تو دعا کرو۔ دعا کرو اور استخارہ کرو۔ دین کو ترجیح دو۔ تو بجائے اس کے کہ دعا کریں، دین کو ترجیح دیں، یہ باتیں ان کے محلّ نظر نہیں ہوتیں بلکہ

برادری اور قوم مدّنظر ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 46۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ بنیادی اصول ہے کہ تقویٰ دیکھو۔ باقی سب باتیں بدعات ہیں۔ ہاں کُفو دیکھنے کا ارشاد ہے اس لئے کفو دیکھنا چاہئے اور ضرور دیکھنا چاہئے لیکن اس میں بھی سختی نہیں ہونی چاہئے۔

کُفو کو کس حد تک دیکھنا چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی کے سوال اور آپ کے جواب کا ذکر ملتا ہے۔ ''ایک دوست کا سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کے ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے۔ لیکن یہ امر ایسا نہیں جو بطور فرض کے ہو۔'' (فرض نہیں ہے۔ ہاں بہتر ہے۔) فرمایا کہ ''ہر ایک شخص اپنے ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں کسی اور کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہرحال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے جائز نہیں ہے''۔ (البدر مورخہ 11 اپریل 1907ء صفحہ 7 جلد 6 نمبر 15)

بعض لوگوں کو اپنے خاندانوں پر بڑا زعم ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک شخص کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک دفعہ خوب پکڑا۔ ایک طرف زعم ہوتا ہے اور ایک طرف حالت اپنی کیا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مَیں سیّد ہوں۔ میری بیٹی کی شادی ہے۔ آپ اس موقع پر میری کچھ مدد کریں......... آپ نے فرمایا ''مَیں تمہاری بیٹی کی شادی کے لئے وہ سارا سامان تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو دیا تھا۔ وہ یہ سنتے ہی بے اختیار کہنے لگا آپ میری ناک کاٹنا چاہتے ہیں۔'' (جہیزوں کا اس قدر رواج ہے اور اس وجہ سے بعض مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔) ''حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہاری ناک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے بھی بڑی ہے۔ تمہاری عزت تو سیّد ہونے میں ہے۔ پھر اگر اس قدر جہیز دینے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں ہوئی تو تمہاری کس طرح ہو سکتی ہے؟۔'' (تفسیر کبیر زیر تفسیر سورۃ الشعراء جلد 7 صفحہ 20) ایک طرف تم کہتے ہو میں سیّد ہوں۔ پھر ہتک کس بات کی۔

پس بعض دفعہ لڑکیوں کو یہ طعنے بھی ملتے ہیں کہ جہیز تھوڑا ہے۔ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو لڑکیوں کو جذباتی تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح لڑکی والوں کے لئے بھی کہ جہیز حسب توفیق دیں۔ جتنی توفیق ہے ضرور دینا چاہئے لیکن بلاوجہ اپنے پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔

استخاروں سے پہلے جہاں رشتے کی خواہش ہو اس لڑکی کو دیکھنا بھی چاہئے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ چیز ہوتی ہے۔'' (صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب من ارادہ نکاح امراۃ الی ان ینظر الی وجھہا.......)

پس لڑکی کو دیکھنا، لڑکی والوں کے گھر جا کر دیکھنا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بعض لڑکے والے اپنے تکبر کی وجہ سے لڑکیوں کے گھروں میں اپنے بیٹوں کے ساتھ جاتے ہیں کہ رشتہ دیکھنے آئے ہیں کیونکہ رشتہ ناطہ نے یہ رشتہ تجویز کیا ہے اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تکبر کی وجہ سے اس لئے کہ وہاں جا کر ان کی باتیں عجیب وغریب قسم کی ہو رہی ہوتی ہیں، باوجود اس کے کہ پہلے تصویر بھی دیکھ چکے ہوتے ہیں، کوائف کا تبادلہ بھی ہو چکا ہوتا ہے لیکن پھر بھی لٹکاتے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے اگر اس عرصہ میں کوئی بہتر رشتہ ان کو مل جائے تو پہلے رشتہ کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ غلط طریقہ ہے۔

احمدی لڑکیوں کی اکثریت اپنے ماں باپ کا احترام کرتی ہے اور ان کے تجویز کردہ رشتوں کو قبول بھی کر لیتی ہے لیکن بعض جگہ لڑکے والے آتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا دیکھتے ہیں اور پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔ جب تصویر بھی دیکھ لی۔ کوائف بھی دیکھ لئے۔ سب کچھ پتا لگ گیا۔ قد کاٹھ کتنا ہے؟ تو پھر بلاوجہ لٹکا کر یا بعض باتیں کر کے لڑکی کو جذباتی تکلیف بھی نہیں دینی چاہئے۔

شادی کی غرض جو ہمیں دین بتاتا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو لڑکیوں کو جذباتی تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہی لڑکے والوں کی طرف سے تکبر یا جذبات سے کھیلنے کے واقعات ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام شادی کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیزگار رہنے کی غرض سے نکاح کرو''۔ (نکاح کی غرض کیا ہے؟ پرہیزگار رہنا) ''اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو۔'' (اور پھر جب شادی ہو جائے تو صالح اولاد کیلئے دعا کرو۔) ''جیسا کہ وہ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے۔ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ۔ ......(النساء:25) یعنی چاہئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ......اور مُحْصِنِيْنَ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف روحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔'' (اور اسی غرض کے لئے کرنی چاہئے۔ وہ کیا ہیں۔) ''ایک عفّت اور پرہیزگاری۔ دوسری حفظ صحت'' (صحت کی حفاظت)۔ ''تیسری اولاد''۔

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 22)

پس اگر یہ باتیں پیش نظر رہیں تو رشتے طے کرتے وقت مسائل نہ ہوں اور دنیا داری دیکھنے کی بجائے انسان پہلے دین دیکھے۔ پھر ان باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے شادی کرے۔

بعض گھروں میں اس لئے فساد اور لڑائی جھگڑا ہوتا ہے کہ لڑکی بیاہ کر جب رخصت ہوتی ہے تو خاوند کے پاس علیحدہ گھر نہیں ہوتا اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہا ہوتا ہے۔ اس میں بعض حالات میں تو مجبوری ہوتی ہے کہ لڑکے کی اتنی آمد نہیں ہے کہ وہ علیحدہ گھر لے سکے یا لڑکا ابھی پڑھ رہا ہے تو مجبوری ہے اور لڑکی کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ لڑکے کی آمد یا مجبوری کی وجہ سے علیحدہ گھر لینا مشکل ہے تو پھر ایسے حالات میں کچھ عرصہ وہ سسرال میں گزارہ کرے۔ لیکن بعض دفعہ لڑکی اور اس کے والدین جلد بازی کی وجہ سے رشتے ہی تڑوا دیتے ہیں۔ شادی بھی ہو گئی اور پھر خلع لے لی۔ یہ غلط طریقہ کار ہے۔ اگر سسرال میں نہیں رہ سکتے تو پہلے بتائیں اور پھر اتنی جلدی شادی نہ کریں کیونکہ لڑکے والوں کے حالات ایسے نہیں ہیں۔

لیکن بعض لڑکے اپنی غیر ذمہ دارانہ طبیعت یا ماں باپ کے کہنے پر، ان کے دباؤ پر ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں حالانکہ علیحدہ گھر لے سکتے ہیں اور بہانہ ہے کہ ماں باپ بوڑھے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے جبکہ دوسرے بھائی بہن بھی والدین کے ساتھ ہوتے ہیں یا پھر اگر وہ نہ بھی ہوں تو والدین کی عمومی صحت اور حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ علیحدہ نہ رہ سکتے ہوں۔ اس میں صرف لڑکے کے ماں باپ کی ضد ہوتی ہے۔ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ۔ (النور:62) یعنی اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لولے لنگڑے پر حرج ہے اور نہ مریض پر اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے۔ یہ لمبی آیت ہے لیکن اتنے حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ''ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اس میں (یعنی اس آیت میں) ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔'' (جب الگ الگ گھر ہوں گے تبھی تو کھانا کھانے کی اجازت ہے۔) (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 233)

پس سوائے کسی مجبوری کے گھر الگ ہونے چاہئیں۔ گھروں کی علیحدگی سے جہاں ساس بہو اور نند بھابھی کے مسائل ختم ہوں گے وہاں لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا احساس بھی ہوگا۔

یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کے رشتہ سے پہلے لڑکے سے پوچھتے ہیں کہ اس کا اپنا گھر ہے یعنی گھر کا مالک ہے۔ اس کے پاس اس گھر کی ملکیت ہے۔ اگر نہیں تو رشتہ نہیں کرتے۔ یہ طریق بھی بڑا غلط طریقہ کار ہے۔ پس دنیاوی لالچ کی بجائے لڑکی والوں کو لڑکے کا دین دیکھنا چاہئے۔ گھر تو آہستہ آہستہ بن ہی جاتے ہیں اگر گھر میں پیار محبت ہو۔

اسی طرح بعض جگہ سے، بعض ملکوں سے مجھے یہ بھی شکایت آتی ہے کہ ہمارے جو بعض مربیان فارغ ہو رہے ہیں ان سے لوگ اپنی بیٹیوں کا رشتہ اس لئے نہیں کرنا چاہتے کہ وہ مربی واقف زندگی ہے۔ یہ بھی غلط طریق ہے۔ حالانکہ دین دیکھنا چاہئے۔

پھر مَردوں کو اللہ تعالیٰ یہ نصیحت فرماتا ہے کہ عورتوں کی باتوں پر جلد بازی سے فیصلہ نہ کر لیا جائے اور ان سے غلط رویّہ نہ اپنائیں۔ ان کی باتوں کا برا نہ منائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (النساء:20) اور ان سے نیک سلوک سے زندگی بسر کرو۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ (اگر تم انہیں ناپسند کرو) فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا۔ تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس کی وضاحت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ : ’’پس عزیزو! تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو‘‘۔(خطباتِ نور صفحہ 255 خطبہ فرمودہ 13 ستمبر 1907ء)

پس جو خاوند بیویوں کو چھوڑنے میں جلد بازی کرتے ہیں یا حسن سلوک نہیں کرتے یا عورتوں کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے یا عورتوں کی بعض باتوں پر برا منا کر ان کے ساتھ غلط رویّے رکھتے ہیں۔ یہ نصیحت ہے ان کے لئے کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ بیویوں کی جو تمہارے خیال میں بظاہر ناپسندیدہ باتیں ہیں ان کے بارے میں بھی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس بظاہر ناپسندیدہ بات میں بھی ہوسکتا ہے کہ بھلائی چھپی ہوئی ہو اور جلد بازی اور غلط رویّے کی وجہ سے اس بھلائی اور خیر سے تم محروم ہو جاؤ۔

پس عورتوں سے حسن سلوک کی اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے ہدایت فرمائی ہے اور اس کو مَردوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر مَردوں کی دوسری شادی یا دوسری شادی کی خواہش کی وجہ سے بہت سے مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ گھروں میں لڑائی جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ مَردوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر دوسری شادی کی اسلام میں اجازت ہے تو بعض شرائط اور جائز ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ہے۔ یہ نہیں کہ بچوں والے ہیں، ہنستا بستا گھر ہے اور یہاں کے ماحول کے زیر اثر یا تھوڑی سی کشائش اللہ تعالیٰ نے دے دی تو شوق پورا کرنے کے لئے شادی کر لے یا غلط طریقے سے دوستیاں کر کے شادی کر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں تفصیلی ہدایت فرمائی ہے۔ اسے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ: ’’خدا کے قانون کو اس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے‘‘۔ (اپنے نفسانی جذبات کو پورا کرنے کے لئے تم اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو ڈھال بنا لو۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔) ’’یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوت کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’اگر شریعت کو سپر بنا کر شہوات کی اتباع کے لئے بیویاں کی جاویں گی تو سوائے اس کے اَور کیا نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں اعتراض کریں کہ مسلمانوں کو بیویاں کرنے کے سوا اَور کوئی کام ہی نہیں۔‘‘ (اپنی نفسانی اغراض کو، شہوات کو اگر تم ڈھال بنا کے شادیاں کرتے ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے کہ تعلقات بنا کے اپنی پرانی بیویوں کو چھوڑ دو اور نئی عورتوں سے تعلقات بنا کے شادیاں کرو۔ یہ غلط طریقہ کار ہے اور اس پہ فرمایا کہ لوگ اعتراض کریں تو ٹھیک کریں گے کہ مسلمانوں کو سوائے شادیاں کرنے کے کوئی کام نہیں۔) فرمایا کہ ’’زنا کا نام ہی گناہ نہیں بلکہ شہوات کا کھلے طور پر دل میں پڑ جانا گناہ ہے۔ دنیاوی تمتّع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہئے‘‘۔ (یہ جو دنیاوی فائدہ ہے اس کا حصہ انسانی زندگی میں کم ہو) ’’تا کہ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا۔ یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو۔ لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتّع کثرت سے ہیں‘‘ جن کی دنیاوی خواہشات اور فائدے بہت زیادہ ہیں) ’’اور وہ رات دن بیویوں میں مصروف ہے اس کو رقّت اور رونا کب نصیب ہوگا۔‘‘ (اور یہی حال دوسری لغویات کا ہے جن میں انسان مصروف ہو جاتا ہے۔) فرمایا کہ ’’اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک خیال کی تائید اور اتباع میں تمام سامان کرتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اصل منشاء سے دُور جا پڑتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اگرچہ بعض اشیاء جائز تو کر دی ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عمر ہی اس میں بسر کی جاوے۔ خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا۔ (الفرقان :65) کہ وہ اپنے رب کے لئے تمام تمام رات سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔ اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق رات کیسے عبادت میں کاٹ سکتا ہے؟ وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لئے شریک پیدا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے آپ ساری ساری رات خدا کی عبادت میں گزارتے تھے۔‘‘ پھر آپ نے فرمایا کہ ’’خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا اصل منشاء یہ ہے کہ تم پر شہوات غالب نہ آویں اور تقویٰ کی تکمیل کے لئے اگر ضرورت حقّہ پیش آوے تو اور بیوی کر لو۔‘‘ دوسری شادی کرنا بھی تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ پس یہ شادی جائز ہے اور یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے ان سب کو جو دوسری شادیاں کرنے کی خواہش رکھتے ہیں کہ شادی تقویٰ کی بنیاد پر ہے یا نفسانی جذبات کی وجہ سے۔

پھر آپ نے فرمایا ’’پس جاننا چاہئے کہ جو شخص شہوات کی اتباع سے زیادہ بیویاں کرتا ہے وہ مغز اسلام سے دُور رہتا ہے۔ ہر ایک دن جو چڑھتا ہے اور رات جو آتی ہے اگر وہ تلخی سے زندگی بسر نہیں کرتا اور روتا کم یا بالکل ہی نہیں روتا اور ہنستا زیادہ ہے تو یاد رہے کہ وہ ہلاکت کا نشانہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 65 تا 67۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے عورتوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ اگر مرد جائز ضرورت سے شادی کرنا چاہے تو پھر شور نہیں مچانا چاہئے۔ لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ تمہیں حق ہے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکل تمہارے پر نہ لائے۔ جیسا کہ مردوں کو بھی فرمایا ہے کہ شادی صرف شوق پورا کرنے کے لئے نہیں ہونی چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں۔ وہ تعدد نکاح کے مسئلے کو نہایت بُری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں جو مَردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آ جاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرّد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قُویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے۔ درحقیقت خدا کی شریعت نے اِنہیں امور پر نظر کر کے مَردوں کے لئے راہ کھلی رکھی ہے۔ اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرا لیں جو طلاق کے قائمقام ہے۔ خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے۔ پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی۔ پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مَردوں کے لئے ایسی پیش آ جاتی ہیں جن سے وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کُل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں ان کا کچھ ذکر نہ تھا‘‘۔

عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اے عورتو! فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مَردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں۔ اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی۔ سو تم اے عورتو! اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔‘‘ (یہ دعا کرنے کی اجازت ہے کہ اگر مرد نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اس مصیبت اور ابتلاء سے تمہیں محفوظ رکھے تا کہ وہ شادی کریں ہی نہ۔) فرمایا کہ ’’بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مؤاخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہرِ الٰہی مت بنو۔ ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا۔ اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاو قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے۔ اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضاو قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاو قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آ جاتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81-80) اور قضاو قدر کا قانون کیا ہے؟ یہ کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ اس مرد کے دل سے دوسری شادی کا خیال نکال دے۔ گو اس کو اجازت تو ہے لیکن فرمایا کہ اگر تم دعا کرو اور ایسی دعا کرو جو دل سے نکلی ہوئی ہو تو ہوسکتا ہے تمہاری وہ دعا قبول ہو جائے اور تم مشکل اور مصیبت میں نہ پڑو اور شادی کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کو مَردوں کو، عورتوں کو عقل اور توفیق دے کہ وہ اپنے عائلی مسائل اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق حل کرنے والے ہوں اور دنیاوی خواہشات کے بجائے دین مقدم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ ہمیشہ پیش نظر ہو۔ اسی طرح نئے رشتوں کے مسائل بھی اللہ تعالیٰ دور فرمائے۔ بہت سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ توفیق دے اور اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے کہ شادی بیاہ صرف دنیاوی اغراض کے لئے یا دنیاوی اغراض کو پورا کرنے کے لئے نہیں بلکہ دین کو مقدم کرتے ہوئے آئندہ نسلوں کو دین کی راہوں پر چلنے والا بنانے کے لئے ہوں اور نیک نسلیں پیدا کرنے کے لئے ہوں تا کہ آئندہ نسلیں محفوظ ہوں اور اسلام کی خدمت کرنے والی ہوں اور اس طرح پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنیں۔

نمازوں کے بعد مَیں کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ دو جنازے حاضر ہیں اور دو غائب۔

پہلا جنازہ مکرم محمد نواز مومن صاحب کا ہے جو واقف زندگی تھے ابن مکرم خدا بخش مومن صاحب۔ یہ 15؍فروری 2017ء کو 85 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مومن جی صاحب کے داماد تھے۔ آپ کے والد نے تقریباً 1922ء میں قادیان جا کر حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کے (والد کے) بچے پیدائش

کے وقت وفات پا جاتے تھے۔ اس لئے غیر احمدیوں نے طعنے دیئے کہ چونکہ آپ احمدی ہو گئے ہیں اس لئے آپ کے بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ کے والد نے آپ کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر میرا یہ بچہ زندہ بچ گیا تو اس کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کروں گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بچہ اور اس کے بعد چار اور بچے بھی زندہ رہے اور انہوں نے لمبی عمریں پائیں۔ آپ کے والد نے پیدائش سے ہی آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ نے 1959ء میں جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ساری عمر سلسلہ کی خدمت میں گزاری۔ دفتر الفضل ربوہ، دارالقضاء، دفتر وصیت میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 1996ء میں جرمنی چلے گئے۔ وہاں بھی مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا ان کو بڑا جنون تھا، بڑا شوق تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، انتہائی صابر اور شاکر، کم گو، دیندار اور بڑے مخلص بزرگ انسان تھے۔ قرآن کریم سے بیحد محبت تھی اور علم پھیلانے اور ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کا شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہیں۔

دوسرا جنازہ یہاں کے مکرم سید رفیق احمد سفیر صاحب کا ہے جو صدر جماعت سربٹن (Surbiton) تھے۔ 28؍فروری 2017ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد ڈاکٹر سفیر الدین صاحب کماسی غانا میں احمدیہ سیکنڈری سکول کے پہلے پرنسپل تھے۔ سید رفیق سفیر صاحب کی پیدائش لندن میں ہوئی اور بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں سرگرم رہے۔ اطفال اور خدام الاحمدیہ کے قائد، سیکرٹری اطفال اور خدام الاحمدیہ کے قائد اور انصار اللہ کی مجلس میں مرکزی طور پر قائد صحت جسمانی کے علاوہ قائد عمومی کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ وفات سے قبل سربٹن جماعت کے صدر کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق تھا۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، ملنسار، دھیمی طبیعت کے مالک بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ ساس کے علاوہ اہلیہ، دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ انتہائی نرم اور دھیمے مزاج کے انسان تھے۔ بچوں کو بہت پیار اور لگن سے نمازوں کی طرف توجہ دلاتے اور نماز باجماعت پڑھاتے۔ شادی سے لے کر آخری وقت تک جماعتی کاموں میں مصروف رہے۔ لوگوں کے مسائل حل کرنا اور مالی امداد کرنا بھی ان کی عادت میں شامل تھا۔ بہت نیک، سادہ طبع اور با اخلاق انسان تھے۔

ان کے حلقے کے قائمقام صدر جماعت لکھتے ہیں کہ آپ کی ایک اچھی عادت یہ تھی کہ ہر خطبہ جمعہ کے بارے میں عشاء کی نماز کے بعد بچوں سے سوال پوچھتے اور صحیح جواب پر انعام بھی دیتے۔ اس سے بچوں میں خطبہ سننے کا شوق پیدا ہوتا تھا۔ جماعتی کاموں کی بہت فکر رہتی تھی۔ یہ دو جنازے حاضر ہیں جو میں نے ابھی اعلان کئے۔

دو جنازے غائب ہیں۔ ان میں سے ایک جنازہ ڈاکٹر مرزا لئیق احمد صاحب کا ہے جو محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کے بیٹے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ 28؍فروری 2017ء کو دوپہر کے وقت حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی والدہ بھی ابھی زندہ ہیں، حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے F.Sc تک ربوہ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد ملتان سے میڈیکل کالج سے ایم۔ بی۔ ایس کیا۔ ربوہ میں ہی اپنی پریکٹس کرتے تھے۔ غریبوں کا بڑا خیال رکھنے والے اور یہ اکثر غرباء نے ہی لکھا کہ ہمارا بہت زیادہ ہمدردی سے خیال رکھتے تھے بلکہ ہفتہ میں ایک دن انہوں نے غرباء کے لئے مفت علاج کا اور خیال رکھنے کا وقف کیا ہوا تھا اور اس کے علاوہ بھی کارکنوں اور غرباء کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ ان کی پہلی شادی سیدہ فائزہ صاحبہ سے ہوئی جن سے ان کے دو بیٹے ہیں۔ دوسری شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بیٹی امۃ الشکور صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب جو ہے وہ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک سابق مشنری یو ایس اے (USA) کا ہے جو 28؍فروری 2017ء بروز منگل رات کو امریکہ میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو امریکہ، لائبیریا اور انگلینڈ میں بطور مشنری خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1936ء میں عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال کے ہاں ان کی ولادت ہوئی اور بچپن سے ہی جماعت کی خدمت کے لئے ان کے والدین نے ان کو وقف کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر انہوں نے اپنے بیٹے کو وقف کیا۔ مرحوم کی والدہ بہت خوش تھیں۔ بیان کرتی تھیں کہ ان کے میاں نے یعنی عبدالمجید خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر اپنے بیٹے کو وقف کیا اور قادیان سے واپس آ کر بتایا کہ میں نے تمہارا بیٹا بھی وقف کر دیا ہے تا کہ شکوہ نہ ہو کہ پہلی بیوی کا بیٹا ڈاکٹر نصیر خان صاحب وقف کیا تھا اور میرا نہیں کیا۔ پھر چوتھی جماعت میں 1945ء میں انہوں نے خود وقف کی درخواست کی۔ 1949ء میں مڈل کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1955ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1957ء میں ایف۔ اے اور 1958ء میں شاہد اور 1959ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ کا تقرر 1958ء کا ہے۔ پھر 29؍فروری 1960ء سے اپریل 1963ء تک امریکہ میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پائی۔ 1966ء کے بعد کچھ عرصہ عارضی طور پر دفتر امانت میں کام کیا۔ 1969ء تا 71ء لائبیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ جب آپ 23 سال کے تھے تو امریکہ میں ان کی پہلی تقرری 1960ء میں ہوئی تھی۔ بڑے پُرجوش مبلغ تھے۔ اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ تبلیغ کے مواقع ان کو میسر آئے۔ لائبیریا میں خدمات کے دوران وہاں کے صدر ٹب مین (Tubman) آپ کو ماہانہ میٹنگ پر مدعو کرتے تھے اور ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب لائبیریا کا دورہ کیا تو صدر ٹب مین نے حضور رحمہ اللہ علیہ کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا اور امین اللہ خان کے بارے میں صدر ٹب مین نے کہا کہ .He is very forceful تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ He is forceful without choosing any force. امین اللہ خان صاحب کی تقرری انگلینڈ میں بھی ہوئی جہاں 1970ء تک کام کیا اور پھر بوجہ صحت کی خرابی کے ان کی ریٹائرمنٹ ہو گئی۔ ان کی شادی بشریٰ شاہ صاحبہ بنت اقبال شاہ صاحب سے ہوئی جو ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیروبی کی پوتی تھیں۔ یہ مکرمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بڑے بھائی تھے۔ ان کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ نمازوں کے بعد جیسا کہ میں نے کہا ان کی نماز جنازہ ہوگی۔

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ نمبر 20

چاہئے وہ نہیں ہے یا کم از کم میرے خطبات براہ راست نہیں سنتے۔ جماعت اتنا بے شمار خرچ کرتی ہے یہ جماعت کی تربیت کے لئے ہے۔ اگر وقت کا فرق بھی ہے تو جو repeat خطبہ آتا ہے اس کو سننا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں اور اس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے دیا ہوا ہے اسے استعمال کریں۔ دوسرے بھی بے شمار اچھے پروگرام ایم ٹی اے پر آتے ہیں لیکن کم از کم خطبات تو ضرور سنا کریں۔ یہ نہیں کہ مربی صاحب نے ہمیں خلاصہ سنا دیا تھا اس لئے ہمیں پتا ہے کیا کہا گیا۔ خلاصہ سننے میں اور پورا سننے میں بڑا فرق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ 1934ء میں احرار جماعت کو ختم کرنے کی باتیں کرتے تھے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی باتیں کرتے تھے۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان کر کے دنیا میں مشنری بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔ تبلیغ کا ایک جامع منصوبہ بنایا گیا۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کو جانا جاتا ہے اور 209 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تحریک جدید میں گزشتہ سال پیش کی جانے والی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ سال (2015ء-2016ء) میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو تحریک جدید میں ایک کروڑ 9 لاکھ 33 ہزار پاؤنڈز سٹرلنگ کی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عالمی طور پر جماعتوں کی پوزیشن کے لحاظ سے پاکستان نمبر ایک پر اور اس کے بعد جرمنی، برطانیہ اور امریکہ رہے۔

بعد ازاں حضور انور نے مختلف پہلوؤں سے بڑے بڑے ممالک کی تحریک جدید میں مالی قربانی کے جائزے احباب کے سامنے پیش فرماتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب شامل ہونے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر قربانی کی توفیق دے اور خلافت سے ہمیشہ ان کا مضبوط تعلق قائم کرتا رہے۔

(نوٹ: اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2016ء میں شائع ہو چکا ہے)۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجکر تیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

.....

پیس سمپوزیم کا انعقاد

آج پروگرام کے مطابق ''Genesis سنٹر کیلگری'' میں پیس سمپوزیم (Peace Symposium) کا انعقاد ہو رہا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پانچ بجکر دس منٹ پر مسجد بیت النور سے Genesis سنٹر کے لئے روانہ ہوئے اور پانچ بجکر بیس منٹ پر یہاں تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لے آئے جہاں اس تقریب میں شامل ہونے والے بعض منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ اور کیلگری کے میئر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے منتظر تھے۔ اس موقع پر میڈیا اور پریس کے نمائندے بھی موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں سے تعارف حاصل کیا اور ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

ایک مہمان نے وزیر اعظم کینیڈا سے ملاقات کے حوالہ سے بات کی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصراً اس ملاقات کے حوالہ سے بتایا۔

ایک خاتون مہمان نے York یونیورسٹی ٹورانٹو میں حضور انور کے خطاب کے حوالہ سے ذکر کیا اور بتایا کہ میں اس سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔

مہمانوں سے یہ ملاقات قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی۔

اس کے بعد کینیڈا کے سابق وزیراعظم آنریبل Stephen Harper نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کی سعادت پائی۔

موصوف کینیڈا کے بائیسویں وزیراعظم رہے ہیں اور سال 2008ء میں بحیثیت وزیراعظم مسجد بیت النور کیلگری کے افتتاح کے موقع پر تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف وزیراعظم کی حیثیت سے اپنے دَور میں جماعت کینیڈا کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کر چکے ہیں اور ایک پروگرام میں شمولیت کے لئے پیس ویلج (Peace Village) بھی آچکے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ امریکہ میں ہونے والے الیکشن کے حوالہ سے بھی بات ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا: آپ جب کبھی یوکے آئیں تو ہمارے لئے بھی وقت رکھیں۔ یہ ملاقات پانچ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے۔ حضورانور کی آمد سے قبل جملہ مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ آج کی اس تقریب میں 644 مہمان شامل ہوئے۔ جن میں سابق پرائم منسٹر کینیڈا آنریبل سٹیفن ہارپر، منسٹر آف ہیومن سروسز البرٹا آنریبل عرفان صابر، کیلگری شہر کے میئر Naheed Nenshi، ممبر نیشنل پارلیمنٹ Darshan Sing Kang، سابق منسٹر ڈیفنس Jason Kenny، کیلگری یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ اور وائس چانسلر Elizabeth Cannon، President & CEO Red Deer College، Chestermere شہر کے میئر، کیلگری کے سابق میئر، Red Deer شہر کے سابق میئر، ڈپٹی میئر Drumheller، صوبائی اسمبلی البرٹا کے ممبر پارلیمنٹ Mr. Ric McLver، Mr. Roger Chaffin کیلگری پولیس چیف، Mr. Alvin Manitopyes Elder Cree & Saulteaux Nation، Mr. Jim Dewald, Dean Huskayne School of Business University of Calgary شامل تھے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر، پروفیسرز، اساتذہ، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے مختلف نمائندے، کونسلرز، مختلف حکومتی محکموں سے تعلق رکھنے والے افراد اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم خدری صاحب نے کی۔ اس کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

بعدازاں مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنا استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب کا تعارف بھی کروایا اور اس میں شامل ہونے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

....

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

کیلگری کے میئر Naheed Nenshi صاحب کا ایڈریس

بعدازاں سب سے پہلے کیلگری کے میئر Naheed Nenshi صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ہمیں اپنے وجود سے برکت بخشی ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کا یہاں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا کیلگری اور باقی دنیا میں اس غیرمعمولی جماعت کی قیادت کے لئے بھی بے حد شکرگزار ہوں۔ جماعت احمدیہ کو کینیڈا میں 50 برس ہو گئے ہیں اور آج کا دن جماعت احمدیہ کے کاموں کی وجہ سے شکریہ ادا کرنے کا دن ہے۔ کیونکہ یہ جماعت باقی جماعتوں سے کئی گُنا زیادہ کام کرتی ہے۔ معاشرے میں موجود عدم برداشت اور تنگ ذہنیت کی یہ لڑائی ہم سب کی لڑائی ہے۔ یہ جماعت اس بات کو سمجھتی ہے کہ مل جل کر معاشرے کا قیام کرنا ہم سب کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔

موصوف نے کہا:۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ حضور نے کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد بنانے کے لئے Calgary کا شہر چنا اور کیلگری میں بھی وہ جگہ پسند فرمائی جہاں میں رہتا ہوں۔ مسجد بیت النور ہمارے افق پر چمک کر ہمیں ہر روز اس خوبصورت نعرہ کی یاد دلاتی ہے ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ آج ’شکرگزاری‘ (Thanksgiving) کا دن ہے اور میں بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں شکرگزار ہوں کہ مجھے ایک ایسے علاقہ میں رہنے کی سعادت حاصل ہے جس میں جماعت احمدیہ کے ممبران کا ایک بڑا حصہ آباد ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر حضورانور کا یہاں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

....

کینیڈا کے سابق وزیرِاعظم سٹیفن ہارپر صاحب کا ایڈریس

اس کے بعد کینیڈا کے سابق وزیرِاعظم سٹیفن ہارپر صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مرتبہ پھر سے ملاقات کرنا میرے لئے نہایت عزت اور خوشی کا مقام ہے۔ میں مختصراً آپ کو اس شہر اور کینیڈا کی غیرمعمولی جماعت یعنی ’جماعت احمدیہ‘ کے بارہ میں بتانا چاہتا ہوں۔ میری وزارت عظمیٰ کے دَور میں جماعت احمدیہ ہمارے اُن بہترین ساتھیوں میں سے تھی جن کے ساتھ ہم نے مل کر کام کیا۔ جماعت احمدیہ کے لوگوں نے بحیثیت کاروباری افراد، بحیثیت پیشہ ور افراد اور بحیثیت دیگر محنتی ورکرز ہماری اقتصادیات میں قابل ذکر حصہ ڈالا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ نے ہمارے معاشرہ کے تقریباً ہر پہلو میں ایک فعال کردار ادا کیا ہے۔

جماعت احمدیہ Humanity First Canada اور بعض دوسری سرگرمیوں کے ذریعہ رفاہی کاموں کے لئے (جن میں قدرتی آفات کے لئے فنڈز وغیرہ جمع کرنا ہوتا ہے) مسلسل مالی اور افرادی قوت کے ساتھ اپنا حصہ ڈالتی رہی ہے۔ مثال کے طور پر چند سال قبل ہیٹی میں آنے والے طوفان، پاکستان میں آنے والے سیلاب، فلپائن میں آنے والے طوفان اور افریقہ میں ایبولا سے لڑنے کے لئے اور سب سے بڑھ کر بچوں اور ذہنی امراض کے لئے سہولیات مہیا کرنے میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے۔ آج خاص طور پر اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ نے ہماری Remembrance Day Campaign کے لئے بھی فنڈز اکٹھے کرنے میں مدد کی۔

موصوف نے کہا:۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہ جماعت احمدیہ ہی تھی جو Office of Religious Freedom کے قیام میں سب سے آگے تھی جس نے مذہبی اقلیتوں اور انسانی حقوق کے دفاع میں بہت اچھا کام کیا۔ دنیا بھر میں آپ جیسی جماعتوں کو ہماری ضرورت ہے۔ مذہبی آزادی کا یہ کام جاری رہنا چاہئے۔ یہ کام انتہاپسندوں کے خلاف لڑائی کا کام ہے جو کہ مذہبی اقلیتوں پر ظلم کرتے ہیں اور تمام مذاہب پر پابندی لگانا چاہتے ہیں۔ میں خلیفۃ المسیح اور یہاں پر موجود تمام خواتین و حضرات کو بتانا چاہوں گا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ باقی دنیا کی طرح کینیڈا میں بھی اخوت اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کے حقیقی اصولوں کے لئے کمال محنت کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ جب آپ لوگ باہر نکل کر ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو آپ لوگ تمام کینیڈا کے لوگوں کے دوست اور ہمسائے بن جاتے ہیں۔

مَیں خلیفۃ المسیح کا کیلگری میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور مجھے آج شام یہاں مدعو کرنے پر بھی آپ شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ آپ لوگوں نے اس ملک کے لئے جو کچھ کیا ہے اس پر بھی آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

....

عرفان صابر صاحب کا ایڈریس

☆ بعدازاں عرفان صابر صاحب جو Human Services کے منسٹر ہیں اور البرٹا گورنمنٹ کی نمائندگی میں آئے تھے انہوں نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔ سب سے پہلے میں اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم اس جگہ اکٹھے ہوئے ہیں جہاں سات قوموں کا معاہدہ طے پایا تھا اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں صوبہ کے وزیر اعلیٰ Rachel Notley اور Alberta کی حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آج ہم جماعت احمدیہ کے پچاس سالہ دور کو منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یقیناً کیلگری کے لئے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اس خوبصورت صوبہ میں خوش آمدید کرنا ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے جس کا میں بھی ایک حصہ ہوں۔

بہت خوشی کی بات ہے کیلگری کی نمائندگی کرتے ہوئے اتنی بڑی تعداد میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس موقع پر شامل ہیں۔ Alberta صوبہ کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہاں مختلف بیک گراؤنڈز کے لوگ رہتے ہیں۔ ہم ایک ایسا صوبہ ہیں جو دنیا کے تمام کونوں سے لوگوں کو کھینچ لاتا ہے۔ میں جماعت احمدیہ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنی خوبصورت تقریب کا انتظام کیا اور اس سنگِ میل کو عبور کرنے پر آپ کو بہت مبارک ہو۔ آخر پر ایک مرتبہ پھر خلیفۃ المسیح اور تمام حاضرین کو Alberta کی حکومت کی طرف سے خوش آمدید۔ شکریہ

....

ممبر قومی اسمبلی درشن کنگ صاحب کا ایڈریس

اس کے بعد ممبر قومی اسمبلی درشن کنگ صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔ سب سے پہلے تو میں اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آج اس تاریخی مقام پر موجود ہیں جہاں سات قوموں کا ’Treaty Seven‘ کے نام سے ایک معاہدہ طے پایا تھا۔

موصوف نے کہا:۔ میں آج یہاں جماعت احمدیہ کے پیس سمپوزیم میں شامل ہونا ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا بھی اعزاز ہے کہ میں یہاں امام جماعت احمدیہ کی موجودگی میں حاضر ہوں اور ان کے ساتھ جماعت احمدیہ کے کینیڈا میں 50 سال مکمل ہونے پر خوشی منا رہا ہوں۔ جن لوگوں کو جماعت احمدیہ کے ساتھ ملنے کا اور ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے وہ اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ جماعت احمدیہ کا کینیڈا کے معاشرے میں بین المذاہب تعلقات، رضاکارانہ خدمات پیش کرنے اور باآواز بلند امن اور رواداری کا پیغام پھیلانے میں بہت اہم کردار ہے۔ جماعت احمدیہ کو ان اقدار (جو کینیڈا کے لوگوں کو بہت محبوب ہیں) کے مظاہرہ میں ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ان کی اقدار خصوصاً نوجوانوں میں محنت سے کام کرنے اور انہیں کینیڈا کی سوسائٹی کا حصہ بنانے کے پیچھے امام جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے۔

جماعت احمدیہ جیسی کمیونٹی کو جو کہ کینیڈا میں ملٹی کلچرازم کو مضبوط کر رہی ہے وہ پہلے سے کہیں زیادہ ہماری عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ اس حوالہ سے میں حضورانور کی اعلیٰ قیادت پر حضور کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور آپ کی جماعت کو کینیڈا میں پچاس سال مکمل ہونے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے علم ہے کہ جماعت احمدیہ کے اگلے پچاس سال بھی کامیاب ترین ہوں گے۔ ایک مرتبہ پھر آپ سب کو مبارکباد اور آپ سب کا شکریہ۔ آئیے ہم ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے ذریعہ کینیڈا کو ایک مثالی ملک بنا دیں۔

....

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 بجکر 10 منٹ پر انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ یہاں دیا جا رہا ہے۔

....

حضورانور ایدہ اللہ کا خطاب

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے فرمایا اور تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اس کے بعد **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔**

سب سے پہلے میں اس موقع پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ کینیڈا میں ہماری جماعت کے عہدیداروں نے درخواست کی تھی کہ میں دنیا میں قیامِ امن کے ذرائع اور طریقوں کے حوالہ سے بات کروں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک کو اس بات کا احساس ہے کہ دنیا کو اس وقت امن اور ہم آہنگی کی سخت ضرورت ہے۔ بے شک دنیا اس بات کو سمجھ تو رہی ہے لیکن لگتا ہے کہ قیامِ امن کے لئے ضروری اقدام اُٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ امن کے حصول کے لئے باتیں کرنا تو بہت آسان ہے لیکن

درحقیقت اس کے لئے جو کوششیں کی جارہی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

افسوس کی بات ہے کہ دنیا کے اکثر حصوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ صرف دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی طاقت اور اقتدار کی ہوس بجھانے کو ہی ترجیح دی جارہی ہے۔ یہ سن کر آپ میں سے بعض کہیں گے کہ ایک مسلمان رہنما دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے کیا کہہ سکتا ہے جبکہ اس وقت دنیا میں موجود سارا فساد اور جنگوں کا مرکز مسلمان ملک خود بنے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نام نہاد اسلامی گروہوں کے قبیح افعال نے غیر مسلم دنیا میں ڈر اور خوف پھیلایا ہوا ہے۔ مغرب کے اندر لوگوں میں اسلام سے خوف میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور وہ اسلام کو اپنی تہذیب و تمدن کے لئے ایک خطرہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ میں سے بعض اس بات کو ایک عجیب تضاد خیال کرتے ہوں گے کہ ایک مسلمان رہنما دنیا میں قیامِ امن کے حوالہ سے بات کر رہا ہے۔ تاہم کسی بھی قسم کا فیصلہ کرنے سے قبل ضروری ہے کہ لوگ اسلام کی اصل تعلیمات سے متعارف ہوں۔ کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دہشتگردوں اور انتہاپسندوں کے اعمال اسلام سے مطابقت رکھتے ہیں۔

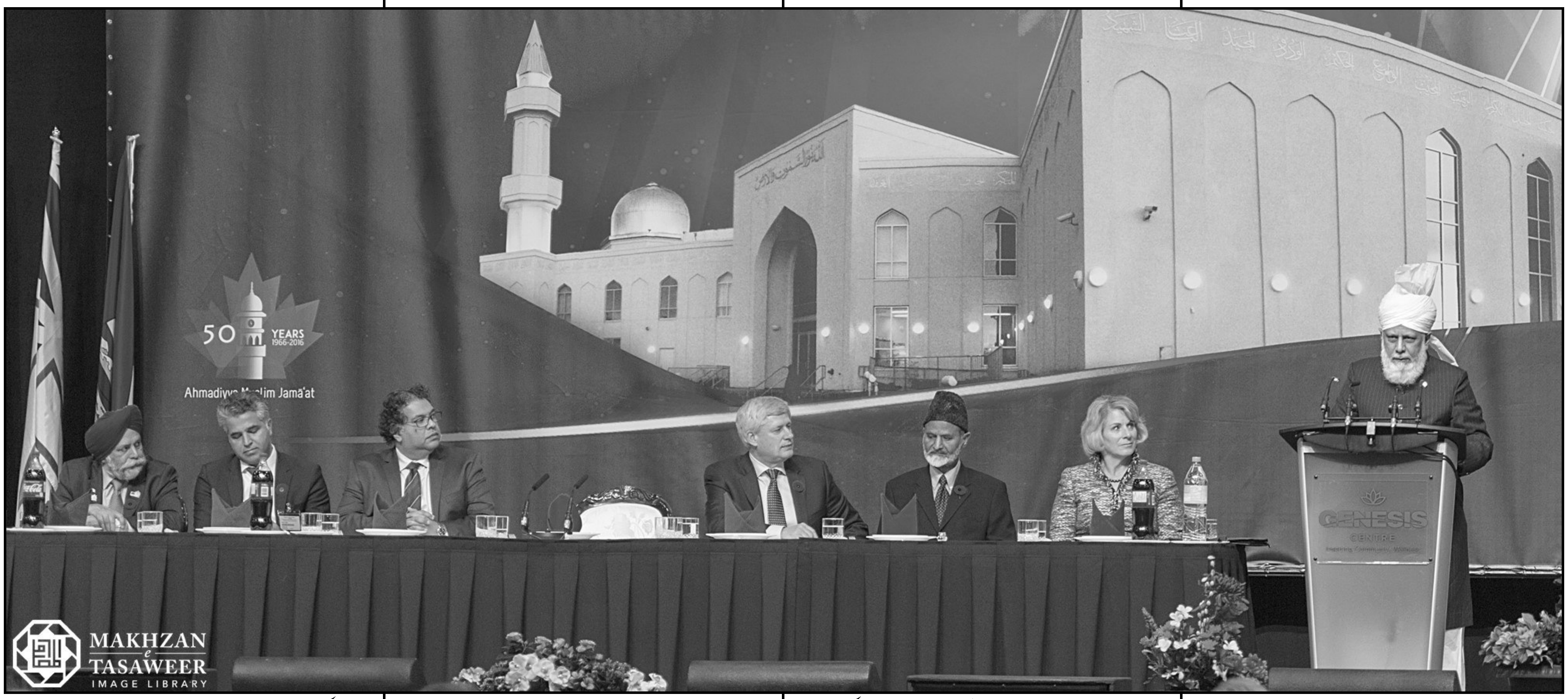

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جس اسلام کا مجھے علم ہے اور جس اسلام پر میں عمل کرتا ہوں وہ تو مسلمانوں کی مقدس ترین کتاب قرآن کریم کی تعلیمات اور بانئ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اُسوہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ جو وقت میسر ہے اس میں انہی حقیقی اسلامی تعلیمات کو آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ آپ ایک بہتر فیصلہ کرسکیں کہ آیا اسلام شدت پسندی اور تفرقہ کو فروغ دیتا ہے یا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو معاشرہ میں رواداری اور باہمی عزت و احترام کو فروغ دیتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

سب سے پہلے تو میں قیامِ امن کا ایک سنہری اصول بیان کروں گا جس کا احاطہ سورۃ النحل کی آیت 91 میں کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے''۔

یہ آیت مسلمانوں سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر ایک سے اپنے قریبی عزیزوں جیسا سلوک کریں۔ یہ آیت اس بات کی پابندی کرواتی ہے کہ مسلمان دوسروں سے محبت کریں اور اس کے پیچھے کسی بدلہ کی خواہش نہ ہو جیسا کہ ایک ماں اپنے بچہ کو بے نفس ہو کر پیار کرتی ہے۔ پھر قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ مسلمان صرف دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ مسلمان 'دوسروں' سے پیار اور محبت کے ساتھ پیش آئیں جن میں تمام مسلمان اور غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج جب ہم بعض مسلمان ممالک کے حالات دیکھتے ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس اسلامی تعلیم کو کلیۃً نظرانداز کیا گیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

بہت سی مسلمان حکومتیں اپنے شہریوں کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے عوام کے اندر بے چینی میں اضافہ ہوا ہے جس کے اثرات بہت گہرے اور دیرپا ہیں۔ اس کے نتیجہ میں دہشتگرد اور باغی گروہوں نے جنم لیا ہے اور یہ سب نہایت بھیانک مظالم ڈھانے کے قصوروار ہیں۔ ماضی کی کامیاب قومیں آج تباہ و برباد ہو گئی ہیں اور نہایت تکلیف دہ خانہ جنگی میں جکڑی جاچکی ہیں۔ اس جنگ وجدل کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات کو بھلا بیٹھی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں ناکام ہو رہی ہے۔ عدل و انصاف کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ان کے ہر فعل کے پیچھے طاقت کی ہوس اور لالچ ہوتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اضطراب عوام کے اندر پھیل رہا ہے اس کا آخری نتیجہ یہی ہے کہ امن تباہ ہو رہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اسلام انصاف کے جن معیاروں کو بیان کرتا ہے ان کے تعلق میں قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت 136 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔ اگر وہ (جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے) غنی ہے یا محتاج ہے تو (دونوں صورتوں میں) اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ اس لیے تم (کسی ذلیل) خواہش کی پیروی نہ کیا کرو۔ تا عدل کرسکو اور اگر تم (کسی شہادت کو) چھپاؤ گے یا (اظہارِ حق سے) پہلوتہی کروگے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔''

یہ آیت اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ اسلامی تعلیمات ہرگز ظالمانہ یا غیر منصفانہ نہیں ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات تو عدل و انصاف کے بے نظیر معیاروں پر مبنی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سچائی کے قیام کی خاطر ایک شخص کو اپنے یا اپنے اقرباء کے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ میں اپنے خلاف بھی بولنے کے لئے تیار ہوں لیکن عملاً اس معیار کے مطابق زندگی گزارنا بہت مشکل کام ہے۔ مگر اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے یہ ہدف اور مقصد رکھا ہے کہ حقیقی انصاف اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک ہر ایک اپنے تمام تر ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھنے کے لئے راضی نہ ہو جائے۔ اگر اس انمول اصول پر عمل کیا جائے تو یہ نہ صرف مسلمان ممالک بلکہ دنیا کے ہر ملک، ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں امن قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام دہشتگردی کو فروغ دیتا ہے لیکن اس قسم کے تمام اعتراضات محض اسلامی تعلیمات کے بارہ میں کم علمی اور کم فہمی کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں۔ ایک شخص جو بغیر کسی تعصب کے اسلامی تعلیمات پر غور و فکر کرے تو دیکھے گا کہ یہ تعلیمات تو کلیۃً ہر قسم کے ظلم، تعصب اور برائی کے منافی ہیں۔ اسلام تو معاشرے کی ہر سطح پر امن کی بنیاد قائم کرتا ہے اور اس میں مختلف قوموں کے باہمی تعلقات بھی شامل ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے، تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں) میں صلح کرادو اور انصاف کو مدنظر رکھو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر دو فریق یا قومیں کسی تنازعہ کا شکار ہو جائیں تو ہمسایہ ملکوں یا اتحادیوں کو مفاہمت کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر باہمی بات چیت کے ذریعہ امن قائم نہ ہوسکے تو دیگر قوموں کو اُس فریق کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے جو عدم انصاف کا مرتکب ہو رہا ہو اور اسے روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا چاہئے۔ مَیں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ زبردست قرآنی اصول صرف مسلمانوں کے لئے ہی اہمیت کا حامل نہیں بلکہ اقوامِ متحدہ اور دنیا کی دیگر بڑی طاقتیں اگر اس اصول پر عمل کریں تو یہ اصول دنیا کے استحکام اور دیرپا امن کے قیام کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ لیکن اس طریق کے مطابق نہ تو مسلمان ممالک اور نہ ہی غیر مسلم ممالک امن کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد تنازعات کو حل کرنے کے لئے ثالثی کا یہ اصول اپنایا نہیں گیا جس کے نتیجہ میں قوموں کے مابین پیدا ہونے والی رنجشیں ابھی تک چل رہی ہیں۔ چنانچہ دنیا کو متحد کرنے اور مخالف گروہوں کی ترقی کی روک تھام کے لئے جو بھی کوششیں کی گئیں وہ سب بے معنی اور ناکام ثابت ہوئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ کوئی نئی یا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ گزشتہ سالوں میں کئی تجزیہ نگاروں اور کالم نگاروں نے اُن تنظیموں کو اور بنیادی طور پر اقوامِ متحدہ کو کھلے عام تنقید کا نشانہ بنایا ہے جنہیں دنیا میں امن و تحفظ قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ان تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ تنظیمیں بنیادی طور پر ناانصافی کی وجہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

مزید برآں معاشرہ میں امن کے قیام کے حوالہ سے قرآن کریم سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں بیان فرماتا ہے: ''اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لیے ایستادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔''

یہ آیت بتاتی ہے کہ ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ انصاف کے ساتھ کارروائی کرے اور اس کی دشمنی یا حسد اُسے انتقام لینے پر مجبور نہ کرے۔ یہ سن کر آپ میں سے شاید بعض سوال کریں گے کہ اگر یہی اسلام کی تعلیمات ہیں اور اگر واقعی اسلام امن اور انصاف کا مذہب ہے تو پھر جنگ وجدل اور جہاد کا نظریہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے وابستہ ہو گیا ہے؟ اس

سوال کے جواب میں مَیں پھر قرآن کریم کا حوالہ دوں گا۔ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکّہ میں شدید ظلم وستم اور ایذاءرسانیوں کا شکار رہے۔ بالآخر انہیں سکون کی خاطر مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ لیکن مکہ کے کفار نے وہاں بھی انہیں امن کے ساتھ رہنے نہیں دیا اور ان کے پیچھے مدینہ تک چلے آئے اور ان پر جنگ مسلط کردی۔ اللہ تعالیٰ نے محض ان حالات میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو جوابی کارروائی کرنے کی اجازت دی۔ دفاعی جنگ کی یہ اجازت سورۃ الحج کی آیت 40 میں ان الفاظ میں دی گئی:

”وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔“

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ پر مزید روشنی ڈالی۔ چنانچہ سورۃ حج کی آیت 41 میں قرآن کریم فرماتا ہے: ”(یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا ربّ ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کردیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقتور (اور) غالب ہے“۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی کہ انہیں ظلم وستم کا سامنا تھا بلکہ انہیں تمام تر معاشرے کی حفاظت اور تمام لوگوں کے حقوق کا دفاع کرنے کے لئے جوابی جنگ کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ وہ بغیر کسی خوف کے کھل کر اپنے عقیدہ اور مذہب کا اظہار کرسکیں۔ یہ اعلیٰ اسلامی تعلیمات کا عظیم الشان اظہار ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ وہ اسلام کا دفاع کرسکیں یا اس خوف سے دی کہ تمام مساجد تباہ ہوجائیں گی۔ بلکہ یہ اجازت تمام مذاہب اور تمام عبادتگاہوں کی حفاظت کے لئے دی گئی خواہ وہ کلیسا ہوں، مندر ہوں، گرجا گھر ہوں، مسجدیں ہوں یا کوئی بھی عبادتگاہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس اُن ابتدائی مسلمانوں نے صرف اپنے دفاع کے لئے نہیں بلکہ انسانیت، مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر جیسی عالمی اقدار کو زندہ رکھنے کی خاطر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا۔ مسلمانوں نے اُن ظالموں کا ہاتھ روکنے کے لئے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا جو دنیا کا امن تباہ کردینا چاہتے تھے۔ مزید یہ کہ اسلامی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جہاں بھی یہ دفاعی جنگیں ہوئیں وہاں رسولِ کریم ﷺ نے جنگوں کے نہایت سخت اصول وضع کئے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مسلمان فوجیں کسی قسم کا ظلم نہ کریں۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر فرمایا کہ کلیسا، گرجا گھر، مندر اور دیگر عبادتگاہوں کو ہرگز نشانہ نہ بنایا جائے۔ اسی طرح مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پادریوں، ربّیوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو نشانہ نہ بنائیں۔ نہ ہی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نقصان پہنچے اور نہ ہی فصلوں اور درختوں کو تباہ کیا جائے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے چاروں خلفائے راشدین اور بعد میں آنے والے ایسے مسلمان حکمران جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کی پیروی کی انہوں نے ہمیشہ مذہبی عبادتگاہوں اور تمام مذاہب کے تقدس کا احترام کیا اور ان کی حفاظت کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

دراصل ان اصولوں پر عمل کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے کیونکہ قرآن کریم سورۃ بقرہ کی آیت 191 میں فرماتا ہے:

”اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور (کسی پر) زیادتی نہ کرو (اور یاد رکھو کہ) اللہ زیادتی کرنے والوں سے ہرگز محبّت نہیں کرتا۔“

یہ نہایت واضح اور اہم حکم اسلامی جنگوں کے لئے بعض شرائط عائد کرتا ہے۔ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز ازخود جنگ مسلط نہیں کرنی چاہئے یا پھر کسی قسم کا جارحانہ قدم نہیں اُٹھانا چاہئے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام دہشت گردی یا ظالمانہ جہاد کی اجازت دیتا ہے وہ سراسر گمراہی کا شکار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الانفال کی آیت 62 میں فرماتا ہے کہ خواہ کیسے بھی حالات ہوں مسلمانوں کو امن اور صلح کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اور (اگر تمہاری تیاریوں کو دیکھ کر) وہ (کافر) صلح کی طرف مائل ہوں تو (اے رسول!) تو بھی صلح کی طرف مائل ہو اور اللہ پر توکّل کر۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔“

اس کا مطلب ہے کہ مسلمان کو امن کی طرف جانے والا ہر ممکن راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر ممکن ہے کہ جنگ کے دوران ایک بھرپور حملہ کرنے کے لئے اور دوبارہ سے اپنے فوجیوں کو جمع کرنے کے لئے جنگ بندی کی اپیل محض ایک جنگی چال ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال کی آیت 63 میں فرماتا ہے: ”اور اگر وہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہوں کہ بعد میں تجھے دھوکا دیں تو (یاد رکھ کہ) اللہ تیرے لیے یقیناً کافی ہے وہی ہے جس نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا“۔

چنانچہ اگر یہ بھی خوف لاحق ہو کہ مخالف شاید دھوکہ دینے کے لئے ایسا کررہا ہے تو تب بھی مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ان خوفوں کو ایک طرف کرتے ہوئے اللہ پر توکل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں کیا اب بھی کہا جاسکتا ہے کہ اسلام انتہاپسندی اور دہشتگردی کا مذہب ہے؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب ’نفی‘ میں ہے۔ بلکہ واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آج کل کے مسلمان مظالم ڈھارہے ہیں اور ناقابل بیان حرکتیں کررہے ہیں تو یہ لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کی ہتک کررہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو بیگانے ملکوں میں داخل ہوکر قتل وغارت اور بہیمانہ مظالم ڈھانے کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پھر آگے بڑھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ یہ مان جائیں کہ اسلامی تعلیمات پُرامن ہیں لیکن اس کے باجود اُن کا سوال ہوگا کہ کیا رسولِ کریم ﷺ کے دور میں واقعی ان تعلیمات پر عمل درآمد بھی ہوا تھا؟ اس بارہ میں آپ میرے الفاظ پر نہ جائیں بلکہ غیر مسلم تاریخ دان اور مستشرقین، جنہوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ کا مطالعہ کیا ہے، کو دیکھیں کہ وہ رسولِ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ مثلاً ایک برطانوی مستشرق اور ماہرِ آثارِ قدیمہ Stanely Lane-Poole جو کہ ڈبلن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں وہ رسولِ کریم ﷺ کے مسلسل ظلم وستم سہنے کے بعد دوبارہ اپنے آبائی وطن مکہ میں فاتحانہ واپسی پر آپ ﷺ کے اخلاق کے بارہ میں لکھتے ہیں:

”محمد (ﷺ) کی اپنے دشمنوں کے خلاف سب سے بڑی کامیابی کا دن بھی وہی دن تھا جس دن محمد (ﷺ) نے اپنے نفس پر عظیم الشان فتح حاصل کی تھی۔ محمد (ﷺ) نے قریش کے اُن تمام ظلموں اور دکھوں کو کھلے عام معاف کردیا جو وہ آپ ﷺ پر سالہاسال ڈھارہے تھے اور آپ ﷺ نے تمام اہلِ مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان فرمادیا۔ آپ ﷺ کی فوج نے آپ کے نمونہ پر عمل کیا اور انتہائی امن کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئی۔ نہ کوئی گھر لوٹا گیا، نہ کسی عورت کو بے آبرو کیا گیا۔ .... یہ تھا وہ منظر جب محمد (ﷺ) اپنے آبائی شہر میں دوبارہ داخل ہوئے۔ دنیا کے تمام معرکوں کی تاریخ میں اس عظیم الشان فتح کا کوئی ثانی نہیں ہے۔“

(The Speeches and Table Talk of the Prophet Muhammad by S Lane Poole)

پس یہ مصنف اس حقیقت پر گواہ ہے کہ فتح کے وقت رسولِ کریم ﷺ نے نہ تو کسی شان وشوکت کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی اُن لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو سخت تکالیف دی تھیں۔ بلکہ آپ ﷺ کا ردِّعمل ہر ایک کی معافی تھی۔ اس لئے میں ایک مرتبہ پھر آپ پر مکمل طور پر واضح کردوں کہ وہ لوگ جو دہشتگردی اور انتہاپسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی تعلیمات اور رسولِ کریم ﷺ کے اسوہ کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایک طرف تو پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے اُن تمام لوگوں کو معاف فرمادیا جنہوں نے آپ ﷺ اور آپؐ کے پیاروں کو اذیتیں دیں اور دوسری طرف آجکل کے نام نہاد مسلمان بے انتہا ظلم کررہے ہیں اور معصوم جانوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

تاہم یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ آجکل مسلمان ممالک میں جو جنگیں لڑی جارہی ہیں انہیں باہر سے کھلے عام یا خفیہ طور پر بھڑکایا جارہا ہے۔ مسلمان حکومتوں اور نہ ہی باغیوں اور دہشتگرد تنظیموں میں سے کسی کے پاس اس طرح کے جدید اور مہلک ہتھیار بنانے کی صلاحیت ہے جو وہ استعمال کررہے ہیں۔ پس شام اور عراق میں استعمال ہونے والا اکثر وبیشتر اسلحہ باہر سے درآمد ہورہا ہے۔ اس لئے ایسے ممالک جو یہ ہتھیار بنارہے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اسلحہ کی تجارت کررہے ہیں انہیں بھی آجکل کے فتنہ وفساد کے حوالہ سے اپنے حصہ کی ذمہ داری نبھانی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

بہت سے تجزیہ نگار اور ماہرین بلاشبہ اس بات کو ثابت کرچکے ہیں کہ دہشتگرد گروہ ’داعش‘ اور بعض دیگر باغی اور انتہاپسند گروہوں کے زیرِ استعمال ہتھیار اصل میں مغرب اور مشرقی یورپ کے ممالک میں بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ

بڑی طاقتیں مسلمان ممالک میں موذی جنگوں کو ختم کرنے کی بجائے انہیں مزید بھڑکا رہی ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ امن کو ترجیح دیں وہ مسلسل اس صورتحال پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور جنگ وجدل سے اپنے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ مسلمان ممالک میں جہاں کہیں خانہ جنگی یا فسادات ہوئے ہیں وہاں بہترین حل یہی تھا کہ صرف ہمسایہ ممالک اس میں دخل اندازی کرتے اوراس خطہ میں امن کے قیام کی ذمہ داری اٹھاتے۔ لیکن بڑی طاقتوں کی خارجہ پالیسی اور ان کے کاروباری مفاد کچھ اور چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض مغربی ممالک سعودی عرب کو کروڑہا ڈالرز کے عوض بھاری اسلحہ فروخت کرتے چلے جارہے ہیں باوجود یکہ یہ اسلحہ عرب کے ایک چھوٹے ملک یمن میں گھناؤنے ظلم ڈھانے کے لئے استعمال ہورہا ہے۔ اسلحہ کا اندھادھند استعمال اور بمباری لاکھوں لوگوں کی زندگیاں تباہ کررہی ہے اور شہروں اور قصبوں کا صفایا ہورہا ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں معصوم لوگ مر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہسپتال جیسی جگہیں جہاں لوگ پناہ لیتے ہیں ان کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہی کچھ شام اور عراق میں بھی ہورہا ہے جہاں ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے جنہوں نے بڑی بہادری کے ساتھ متاثرین کی مدد کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ اسی طرح مذہبی عبادتگاہوں کو نشانہ بنانا بھی معمول بن چکا ہے۔ پھر کئی منزلوں پر مشتمل رہائشی عمارتوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے جس میں معصوم بچے اور عورتیں مر رہی ہیں۔ ان سارے مظالم کو کس طرح جائز قرار دے سکتے ہیں؟ اس جدید دور میں آپ اس کو کیسے برداشت کرسکتے ہیں؟ اورانجامکار ان غیر منصفانہ پالیسیوں کا کیا نتیجہ ہوگا؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کی نوجوان نسل کو انتہاپسندی کی طرف راغب کیا جارہا ہے۔ اپنے مستقبل کی تمام امیدیں کھو دینے کے بعد یہ نوجوان مغرب کے اندر دہشتگردی کے گھناؤنے ظلم ڈھا کر اپنا ردِعمل ظاہر کررہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مغربی ممالک کا ان کی تباہی کے پیچھے بڑا ہاتھ ہے۔ اس لئے میں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ دنیا کو اس وقت امن کی فوری ضرورت ہے۔ آج کا دن یہاں کینیڈا میں اور دنیا کے بعض دیگر ملکوں میں Remembrance Day کے طور پر منایا جارہا ہے۔ اور اگر پیچھے مڑکر دوسری جنگِ عظیم کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں تقریباً سات کروڑ لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آج کئی دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی جب انسان اُس وقت ہونے والی تباہی و بربادی کے بارہ میں سوچتا ہے تو کانپ اُٹھتا ہے۔ اس فیصلہ کُن جنگ نے ہمیں بتادیا تھا کہ اس دور کی جنگ کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں بلکہ یہ دراصل لالچ کی انتہا اور طاقت کی نہ بجھنے والی پیاس ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں دنیا کو پہلی مرتبہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال کرنا پڑا۔ امریکہ کی جانب سے ان ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال اور ظلم وستم کا پیغمبرِ اسلام ﷺ کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بیسویں صدی کے مشہور مصنف Ruth Cranston صاحب نے 1949ء میں اپنی کتاب World Faith میں لکھا:

''محمد (ﷺ) نے کبھی بھی جنگ اور خون ریزی کی ترغیب نہیں دی۔ آپ ﷺ نے جو جنگ لڑی وہ صرف جوابی کارروائی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی بقا کی خاطر دفاعی جنگ کی اور اپنے زمانہ کے ہتھیاروں اور طریق کے مطابق کی۔ یقیناً چودہ کروڑ نفوس پر مشتمل ایک عیسائی قوم جو آج ایک بم کے ذریعہ ایک لاکھ بیس ہزار بے یاس ومددگار لوگوں کا خاتمہ کردیتی ہے ہرگز ایک ایسے رہنما کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی جس نے سنگین حالات میں بھی بمشکل پانچ یا چھ سولوگوں کو مارا ہو۔''

یہ کسی مسلمان یا تعصب کی طرف مائل انسان کا بیان نہیں بلکہ یہ تو ایک قابلِ احترام اور غیر جانبدار غیر مسلم مصنف کا بیان ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کے دور میں ہونے والی جنگیں مذہبی وجوہات کی خاطر نہیں لڑی جارہیں بلکہ ان کا مقصد جغرافیائی سیاست اور طاقت اور دولت کا حصول ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے وقت صرف امریکہ کے پاس نیوکلیئر ہتھیار تھے جبکہ آج کئی ملکوں، جن میں بعض بہت چھوٹے ملک شامل ہیں، کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں۔ اور اس بات کا بھی امکان بڑھتا ہوا نظر آرہا ہے کہ یہ ہتھیار کسی ایسے دہشتگرد گروپ کے ہاتھ لگ جائیں گے جن کے لئے ان ہتھیاروں کا استعمال بہت آسان ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس اس میں تو کوئی سوال ہی نہیں کہ دنیا اس وقت عظیم تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ تیسری جنگِ عظیم کے بادل دن بدن گھنے ہو رہے ہیں۔ اس قسم کی جنگ کے اثرات کئی دہائیوں تک چلیں گے۔ اغلب گمان ہے کہ دیرپا تابکاری اثرات کے نتیجہ میں بچے نسل درنسل معذور یا موروثی نقائص کے ساتھ پیدا ہوں گے۔ پس اس وقت انسانیت کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی حفاظت کے لئے کام کرے۔

بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ اس عالمی بحران کے لئے مسلمانوں کو موردالزام ٹھہرائے چلے جانے کی بجائے ذرا ٹھہر کر اپنی حالتوں کو بھی دیکھیں۔ دنیا کو اس وقت شہرت کے بھوکے سیاستدانوں، جو مسلمانوں کو اپنے ملکوں میں داخل ہونے پر پابندیاں لگانے کے ارادے کررہے ہیں، کی بجائے ایسے حکمرانوں کی ضرورت ہے جو ہمارے درمیان اختلافات کو ختم کرنے والے ہوں۔ اور یہ صرف اُسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کامل انصاف، جس کی بنیاد بےغرضی پر ہو، ہر قسم کی ہوا وحرص پر غالب آجائے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل اور دانش عطا فرمائے جو جنگ وجدل کو فروغ دے رہے ہیں اور قبل اس کے کہ بہت دیر ہوجائے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی حرکتوں کے نتائج سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے دنیا کے لوگ اپنے خالق کو پہچانیں اور قیامِ امن کے لئے جدوجہد کی اہمیت سمجھیں اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا احساس کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک بہتر اور روشن مستقبل دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کے آخر میں فرمایا:۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا دعوت قبول کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر باون منٹ تک جاری رہا۔

جونہی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ختم ہوا۔ تمام مہمانوں نے کھڑے ہوکر کافی دیر تک تالیاں بجائیں اور یوں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: وہ رات جس پہ ستارے لئے اُترتی ہے

از صفحہ نمبر 17

ایک انداز ہے، اچانک رسمی اختتامیہ کے بغیر بات کو ختم کرکے فیض کا مصرعہ یاد دلاتے ہیں کہ ''...... جو رُکے تو کوہِ گراں تھے ہم''۔ ایک مرتبہ آپ لندن آئے ہوئے تھے تو اپنی تمام تر سادگی کے ساتھ راہِ ہُدیٰ کے سٹوڈیو گیسٹ بنے۔ انہوں نے ایک پھولدار سا، مگر نہایت سادہ سویٹر پہن رکھا تھا۔ اگلے ہفتہ جب سٹوڈیو میں پروگرام کے لئے تشریف لائے تو آتے ساتھ وہ سویٹر اتار کر سائڈ پر رکھ دیا۔ مجھے تو نہ تب اعتراض کرنے کی مجال تھی اور نہ اب یہ پوچھنے کی ہمت کہ آج یہ سویٹر اتار کر رکھنے کے پیچھے کیا حکمت ہے۔ خود ہی بتانے لگے کہ پروگرام کے کچھ دن بعد میری ملاقات تھی۔ میں گیا ہی ہوں تو حضور نے فرمایا کہ ''تُسی بڑا پُھل دار سویٹر پا کے بیٹھے سی'' (آپ بڑا پھول دار سویٹر پہن کر بیٹھے ہوئے تھے)۔ کہنے لگے کہ حضور نے منع تو نہیں فرمایا، مگر شاید اس میں اشارہ ہو کہ لباس پروگرام کے لئے مناسب نہ تھا۔ اللہ انہیں صحت والی زندگی دے۔ ہمارے ایسے بزرگوں کے طفیل ہمیں وہ سبق قول وفعل دونوں سے ملتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے اشارہ کو بھی یونہی خیال نہ کرو۔ ہر اشارہ ہمارے لئے واجب الاطاعت ہے۔ اگر کسی اشارہ میں بظاہر کوئی حکم نہیں بھی ہے تو اس میں سے ممکنات کو تلاش کرو اور ان پر عمل کرو۔

....

پروگرام ''راہِ ہُدیٰ'' ہفتہ کی شام نشر ہوتا ہے۔ ایک روز ہفتہ کی صبح خط بنانے اور داڑھی کو تراشنے لگا تو مشین کی کنگھی ایسی تھی کہ ذرا زور سے دباؤ تو دب کر چھوٹے نمبر پر چلی جاتی تھی۔ میں نے بڑے اعتماد سے ٹھوڑی کے بالکل درمیان میں جو مشین چلائی تو کنگھی کا نمبر بالکل آخری نمبر پر چلا گیا۔ عجیب حادثہ تھا۔ داڑھی بالکل بیچ میں سے تقریباً غائب ہوگئی تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ کبھی مشین کو کوستا کبھی اپنی حماقت کو۔ اب پروگرام یوں تو نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ڈاکوؤں جیسی لمبی لمبی قلمیں رکھ کر پروگرام میں بیٹھ جاؤں۔ واحد حل یہی تھا کہ تمام داڑھی کو برابر کرلیا جائے، سویہی کیا۔ مگر اب داڑھی بہت چھوٹی ہوجانے کے باعث مونچھیں بھی اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائے ہوئے لگتی تھیں۔ پروگرام ہوگیا۔ اگلے روز جب حاضر ہوا تو اندر جاتے ہی بڑی محبت سے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے پروگرام کا تھوڑا سا حصہ دیکھ لیا تھا، اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ مشین کچھ زیادہ چل گئی ہے''۔ شرمندگی اور ندامت کے ساتھ پورا قصہ بیان کردیا۔ حضور تبسم فرماتے رہے، مگر میں سخت شرمندہ ہوتا رہا کہ حضور نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا ہے تو یہ عام نہیں خاص بات ہے۔ یعنی جو لوگ ایم ٹی اے پر آئیں، ان کے حلیے ایسے نہ ہوں کہ جماعتی وقار کے خلاف دکھائی دیں۔ اگرچہ داڑھی بالکل غائب تو نہ ہوئی تھی مگر اچانک اتنی نمایاں تبدیلی سے لوگ چونک ضرور گئے ہوں گے۔

....

ایک مرتبہ حضور انور کی طرف سے کچھ تحقیق کا کام سپرد ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام میں ایسے جیسے غیب سے مدد فرمائی۔ حکم ملنے کے اگلے ہی روز نکل کھڑا ہوا اور چند گھنٹوں میں جس مواد کی تلاش تھی، حاصل ہوگیا۔ میں نے لائبریری ہی سے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فون کرکے درخواست کی کہ اگر موقع مناسب ہو تو حضور انور سے پوچھ لیں کہ میں شام کی ملاقاتوں کے وقت حاضر ہو جاؤں اور یہ مواد پیش کردوں۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اجازت مرحمت فرمائی کہ شام کی آخری ملاقات کے بعد حاضر ہو جاؤں۔ حاضر ہوا۔ مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور حضور اپنی کرسی پر سے اٹھنے ہی والے تھے۔ میرے ہاتھ میں کاغذات دیکھ کر فرمایا'' کیا لائے ہو؟'' اور اپنے پاس یعنی جدھر حضور کی کرسی ہوتی ہے، ادھر بلالیا۔ میں پاس کھڑا ہو کر حضور کو تحقیق کے بارہ میں بتاتا رہا، حضور سنتے رہے۔ حضور نے پوری بات سن کر میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ پھر اچانک میں نے دیکھا کہ حضور میرے جوتوں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ میں گھبرا سا گیا تو فرمایا: ''یہ جوتے کہاں سے لئے ہیں؟''۔ میں نے عرض کردی۔ بات یہ تھی کہ جوتے سادہ سے ہی تھے مگر ان کا ڈیزائن کچھ نامانوس قسم کا تھا۔ فرمایا: ''یہ جوتے پروگرام میں تو نہیں پہن کر بیٹھتے؟''۔ عرض کی کہ جی نہیں حضور۔ اس کے بعد آپ نے کچھ نہ فرمایا اور دفتر سے تشریف لے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ میری گھبراہٹ دیکھ کر مسکراتے اور ہنستے بھی جاتے۔ میں باہر آکر بھی اس بات سے لطف لیتا رہا کہ حضور کس باریکی سے مشاہدہ فرماتے ہیں۔ میں عرض تو نہ کرسکا کہ حضور میں تو آپ سے ملاقات کے لئے بھی کبھی یہ جوتے پہن کر حاضر نہ ہوتا اگر بسوں ٹرینوں میں سفر کرتا سیدھا نہ آرہا ہوتا، مگر یہ عرض بھی کس لئے کرتا۔ حضور کے در سے ایک اور سبق اٹھا لانے اور اپنے رفقاء کار تک بھی پہنچانے کا سبب اللہ نے پیدا فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ پروگرام میں ایسی باتوں کا بھی خیال کیا جائے جو عام طور پر نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ حضور ہماری ہی نہیں ناظرین کی نفسیات کا بھی خوب علم رکھتے ہیں۔ نفسیات میں پڑھ رکھا تھا کہ اچھے ادارے جب ملازمت کے لئے امیدواروں کا انٹرویو لیتے ہیں تو ایک ماہرِ نفسیات کو بھی بلاتے ہیں۔ وہ ماہرِ نفسیات باہر جا کر اگلے امیدوار کا نام پکارتا ہے اور اسے انٹرویو کے کمرہ تک چلنے کا کہتا ہے۔ امیدوار آگے چلتا ہے اور ماہرِ نفسیات پیچھے پیچھے۔ مگر پیچھے چلتے وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ امیدوار نے بال صرف سامنے سے سنوارے ہیں یا پیچھے سے بھی۔ جوتے صرف سامنے سے چمکا لئے ہیں یا پیچھے سے بھی صاف کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ امیدوار صرف ظاہرداری کا قائل ہے یا کام میں گہرائی بھی ہوگی۔ ہمارے پیارے امام نے اس باریکی سے ان باتوں کا خیال رکھا تا کہ ناظرین پر کسی بھی طرح کا کوئی منفی تاثر پیدا نہ ہو۔

یہ تو تھے سلسلہ وار پروگرام جن میں ہمیں حضور انور کی طرف سے بڑی باریکی، بڑی گہرائی کے ساتھ توجہ اور رہنمائی حاصل رہی۔ حضور کی توجہ ایم ٹی اے کے دیگر پروگراموں پر بھی کس طرح حاصل رہتی ہے، اس پر بات انشاء اللہ آئندہ۔

____________(باقی آئندہ)

بقیہ خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 4

طاقتیں ہی ہیں جو انتہائی اعلیٰ پائے کے، اعلیٰ معیار کے ہتھیار تیار کرتی ہیں اور پھر تیسری دنیا کے ملکوں کو اور مسلمان ممالک کو یہ بیچے جاتے ہیں۔ حکومتوں کو بھی یہ سامان بیچا جاتا ہے اور حکومت مخالف گروہوں کو بھی یہ سامان بیچا جاتا ہے۔ میں نے تو جب بھی کبھی سیاستدانوں سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہی جواب دیا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو جاتے ہیں کہ اس کی کوئی justification نہیں۔

پس اگر مسلمان ممالک لڑائیوں اور فساد کی جگہ بنے بھی ہوئے ہیں تو اس میں بڑی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ اسلحہ یا تو اُن سے خریدا جاتا ہے یا اسلحہ مشرقی یورپ کے ممالک سے خریدا جاتا ہے اور سب کو پتا ہے لیکن نہیں روکتے۔ روک بھی کس طرح سکتے ہیں کیونکہ خود بھی بیچتے ہیں۔ اور جب کہو کہ فلاں حکومت کو تم اسلحہ بیچ رہے ہو اور وہ اسلحہ ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، ظلم کی وجہ بن رہا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ ہمارا جو کاروبار ہے یہ قانونی ہے چُھپ کے نہیں بیچ رہے۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ یہ جواب غلط ہے۔ الزام تو اسلام پر لگایا جاتا ہے لیکن اسلام کا معیار کیا ہے؟

اسلام یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی کام چاہے وہ جائز ہو، اگر غلط موقع پر ہو رہا ہے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عمل صالح پر بہت زور دیا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جائز کام جائز موقع پر اور نیک نیت سے کرے۔

چند دن ہوئے مجھے یہاں ایک صحافی نے پوچھا کہ ہم نہ تو اسلام کی تعلیم جانتے ہیں، نہ اس کی تفصیلات کا پتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ اسلام ہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے اور آجکل تو بالکل اس کے خلاف نظر آتا ہے۔ یہ کس طرح ضمانت ہے؟ مَیں نے کہا کہ تم نے سارے دنیاوی حربے استعمال کر لئے ہیں لیکن امن قائم نہیں کر سکے۔ مسلمان بھی اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے اس لئے وہ بھی فساد کی حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ اگر حقیقی امن قائم کرنا ہے تو پھر اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ انتہائی اعلیٰ معیار کے انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور انصاف پر قائم ہونے کا ایک معیار قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ سورۃ نساء کی آیت 136 ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ۔ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء:136) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

پس یہ وہ معیار ہے جو ذاتی مفادات سے بالا ہو کر عدل و انصاف کرواتا ہے کہ صرف اپنے مفادات نہ دیکھو بلکہ حق بات کے لئے اگر اپنوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے تو پرواہ نہ کرو۔ یہ ایک اصولی بات ہے جسے صرف انفرادی اور گھریلو سطح تک ہی محدود نہیں سمجھا جانا چاہئے بلکہ انسانیت کے وسیع تر مفادات کے لئے یہ اصول ہے اور اس کا پھیلاؤ ہے اور ہونا چاہئے۔ ملکوں اور حکومتوں تک بھی اس کا پھیلاؤ ہونا چاہئے۔ یہاں کیا ہوتا ہے؟ اس وقت دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ لوگ جو انصاف کے نام پر بڑے بڑے لیکچر دیتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ اپنے مفادات کے لئے سب کام ہو رہے ہیں۔ ایک بڑی طاقت حکومت کی مدد کرتی ہے تو دوسری طاقت حکومت مخالف گروہوں کی مدد کرتی ہے تاکہ علاقے میں اپنی برتری قائم رہے۔ مثلاً سعودی عرب کو کئی بلین ڈالرز کا اسلحہ مختلف ممالک کی طرف سے پہنچایا گیا، بیچا گیا اور یہ بھی پتا ہے کہ وہ یمن کے خلاف، ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف صرف ان کو تباہ کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ پس یہاں مسلمان بھی باوجود اسلام کا دعویٰ کرنے کے خواہشات کی پیروی کے لئے عدل سے دور ہٹ رہے ہیں اور غیر مسلم طاقتیں بھی اپنے مفادات اور خواہشات کی تسکین کے لئے عدل سے دور جا رہی ہیں، انصاف سے دور جا رہی ہیں اور بدامنی پیدا کر رہی ہیں اور یہی وجہ ہے جو دنیا میں فساد کی حالت ہے۔ جن کو انصاف کی کرسی پر بٹھایا گیا ہے وہی انصاف کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تو پھر مذہب کو اور خاص طور پر اسلام کو کیوں الزام دیتے ہیں۔

مَیں اکثر جب بھی موقع ملے ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ اگر تم انصاف کرو تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اسلام تو انصاف اور عدل کی اتنی تلقین کرتا ہے کہ اس جیسے معیار تو کہیں دیکھے ہی نہیں جا سکتے۔ اس وقت اسلامی تعلیم کے ہر پہلو کو تو بیان نہیں کیا جا سکتا تاہم مَیں قرآن کریم کی بعض آیات اِس وقت پیش کروں گا جن میں اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے معیار قائم کرنے، بے چینیاں دور کرنے، امن قائم کرنے کے معیار مقرر فرمائے ہیں اور یہی وہ تعلیم ہے جو دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔

سورۃ مائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ:9) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ ہے وہ انتہاؤں کو پہنچا ہوا معیار۔ دشمنوں کی بات تو ایک طرف رہی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتیں تو اپنے معاہدوں کا بھی پاس نہیں کرتیں۔ ایک طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہیں تو دوسری طرف اگر مفادات حاصل نہ ہوں تو نقصانات پہنچانے کے لئے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملکی مفادات بہرحال پہلے ہیں اور ضروری ہیں۔ بیشک اس میں کوئی شک نہیں کہ ملکی مفادات مقدم ہونے چاہئیں لیکن پھر عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جو بات ہے کھل کر دوسرے کو بتائی جائے اور واضح کیا جائے کہ اب ہمارا معاہدے پر قائم رہنا ممکن نہیں۔ یہ عدل ہے۔ نہ کہ ظاہری دوستی کا نام ہو اور چھپ کے حملے بھی ہو رہے ہوں۔ نقصان پہنچانے کے منصوبے بھی کئے جا رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ عہد ایک امانت ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ ہم اس زمانے میں خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، جنہوں نے ہماری صحیح رہنمائی کی ہے، جنہوں نے ہمیں بتایا کہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور اس کی تعلیمات نہیں بلکہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور خدا تعالیٰ سے دوری ہے۔ دینی تعلیمات کے حصول کے لئے اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے مفادات کے حصول کے لئے عدل و انصاف سے ہٹی ہوئی حرکتیں کرو۔ اگر یہ کرو گے تو پھر تباہی ہے۔ چنانچہ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو اور چاہئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

پھر ذرا تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی فرمایا ہے۔‘‘ یعنی اگر صحیح طرح تم سچائی پر نہیں چلو گے تو عدل حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ ’’لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو‘‘ انصاف کرنے سے نہ روکے۔ فرمایا کہ ’’انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں، دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا۔‘‘ ان جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی قائم کیا ہے۔ فرمایا ’’اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے۔‘‘ یہ تو ٹھیک بات ہے کہ کوئی دشمن ہو اس سے آدمی کہیں موقع ملے تو اخلاق سے پیش آ جائے یا ظاہری اخلاق سے پیش آ جائے ’’مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل ہے اور فقط جواں مردوں کا کام ہے۔ اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔ مثلاً اگر زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہُوا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا ہے۔‘‘ یہ نہیں کہ تم محبت کرو بلکہ یہ کہ تمہاری محبت کا معیار کیا ہونا چاہئے اس کا ذکر کیا ہے ’’کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔‘‘ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 410-409) سچائی اور انصاف کو پیچھے نہیں چھوڑے گا تو وہی سچی محبت ہے۔

چھوٹے پیمانے پر دنیا دار انسان اپنے دائرے میں عدل سے دور جا کر یہ حرکتیں کرتا ہے اور بڑے پیمانے پر جیسا کہ میں نے کہا کہ حکومتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں اپنے مخالف قوموں کو اس قدر دبایا جاتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ویسے ظاہری تعلقات بھی ہوتے ہیں۔ ملکوں سے تعلقات اگر خراب ہو جائیں تو ان پر معاشی پابندیاں، اقتصادی پابندیاں لگا کر عوام پر اس کی وجہ سے ظلموں کی انتہا کی جاتی ہے۔ بچے بھوکے مرتے ہیں۔ کسی بھی قوم پر اگر اقتصادی پابندی لگائیں گے تو اس قوم کے بچے بھوکے مریں گے۔ اس قوم کے لوگ بیروزگار ہوں گے۔ ہسپتالوں میں علاج کی سہولتیں یا کم ہو جائیں گی یا بہت مہنگی ہو جائیں گی۔ مریض مرنے شروع ہو جائیں گے۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ تھا اور یہ ہے کہ اگر کسی حکومت کو ظلم سے روکنا ہے تو حکومت کے خلاف کارروائی کی جائے جس کا پھر قرآن کریم نے حل بتایا ہے۔

اگر کوئی حکومت ظلم کر رہی ہے یا بین الاقوامی قوانین کو توڑ رہی ہے یا ہمسایوں کو تنگ کر رہی ہے، ان پہ حملے کر رہی ہے یا اور معاہدات کو توڑ رہی ہے تو اس کے خلاف کس طرح کارروائی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات:10) اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس یہ ہے طریقہ ظلموں سے ہاتھ روکنے کا۔ نہ یہ کہ بڑی حکومتیں صرف اپنی برتری حاصل کرنے کے لئے معاشی پابندیاں لگا دیں۔ یہ طاقتور قوموں کے مظالم ہی تھے جن کی وجہ سے لیگ آف نیشنز (League of Nations) ناکام ہوئی تھی اور دوسری جنگ عظیم لڑی گئی اور یہی حرکتیں اب یو این او (UNO) بڑی حکومتوں کے دباؤ پر کر رہی ہے اور یو این او (UNO) کی ناکامی بھی شروع ہو چکی ہے اور اب خود بھی یو این او (UNO) کے بعض سابق عہدیدار لکھنے لگ گئے ہیں کہ بے انصافی کی وجہ سے یو این او (UNO) اپنے مقصد میں ناکام ہو چکی ہے اور اس کے ثبوت میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی حالت ہمارے سامنے ہے۔ روس کی فوجیں شام میں موجود ہیں اور عالمی جنگ کے خطرے بڑھتے چلے جا رہے ہیں بلکہ دو دن ہوئے لندن کے ایک مشہور اخبار ٹائمز نے یہ بھی لکھا تھا غالباً اڈیٹوریل میں کہ عالمی جنگ اور ایٹمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے۔

اس آیت میں بیشک مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ظلم کے ہاتھ کو کس طرح روکنا ہے لیکن اصولی طور پر یہ ہدایت تمام قوموں کے لئے رہنما ہے کہ صلح کرواتے وقت اپنے فوائد اور مفادات کو سامنے نہ رکھا کرو بلکہ اصل مسئلہ کا فیصلہ کرواؤ۔ شاید یو این (UN) نے جب سے یہ قائم ہوئی ہے ایک آدھ معاملہ میں اس کی مثال قائم کی ہو کہ عدل سے اور انصاف سے فیصلہ قائم کیا ہو لیکن عموماً یو این (UN) بھی بڑی حکومتوں کے ہاتھوں میں کھلونا ہی بنی رہی ہے۔

پس اگر دیرپا امن قائم کرنا ہے تو انصاف کے یہ اصول قائم کرنے ہوں گے ورنہ لکھنے والے صحیح لکھنا بھی شروع ہو گئے ہیں اور مَیں عرصے سے اس بات کی طرف

توجہ بھی دلا رہا ہوں کہ عالمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے اور اگر وہ ایٹمی جنگ ہوئی جس کا غالب امکان ہے کہ ایٹمی جنگ ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ اپاہج بچوں کی المناک نسل ہم پیچھے چھوڑ کر جائیں گے۔ پس مذہب اور خاص طور پر اسلام تو یہ بتا کر ہوشیار کر رہا ہے کہ ہوش میں آؤ ورنہ یہ فتنہ وفساد تمہیں تباہ کر دیں گے۔

لوگوں سے کیا سلوک ہونا چاہئے اور دنیا کو انصاف سے بڑھ کر کیا دینے اور کیسا سلوک کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا میں مکمل انصاف قائم ہو؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے۔'' کچھ حصہ پڑھ رہا ہوں اس آیت کا کہ ''اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٴ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل: 91)... یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قائم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو۔ یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکریہ ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو۔'' یعنی بغیر اس نیت کے کہ کوئی ہمارا شکریہ ادا کرے، ہمارا شکر گزار ہو تب بھی ان سے نیکی کرو۔ فرمایا ''جیسا کہ ماں اپنے بچے سے فقط اپنے طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے'' ایسی نیکی ہونی چاہئے'' اور فرمایا کہ ''خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ''۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے احسان نہ جتلاؤ اگر کوئی نیکی کی ہے بلکہ قرآن شریف میں فرمایا کہ ایسی مدد سے جس میں احسان جتایا جائے بہتر ہے کہ تم مدد نہ کرو۔ فرمایا کہ ''زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کے کافر نعمت بنو اور اسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا ۔ اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا (الدھر: 9-10) یعنی کامل راستباز جب غریبوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں۔ نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں۔ اور وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہ خدمت خاص خدا کے لئے ہے۔ اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 156-155)

لوگ کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسلام کی ایسی ہی اعلیٰ تعلیم ہے اور امن قائم کرنے اور عدل کے قائم کرنے کے اتنے اعلیٰ معیار ہیں تو پھر اسلام میں جنگیں کیوں لڑی گئیں یا اتنا فتنہ وفساد کیوں ہو رہا ہے۔ اس بارے میں تو پہلے ہی مَیں کہہ چکا ہوں کہ آجکل کے جو حالات ہیں وہ فتنہ وفساد مسلمان ملکوں میں اس لئے ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں ہے۔ اس کا بھی جواب میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی دیتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں بعض لوگ یعنی غیر مسلموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ جن کو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے''۔ ایسے مخالفین جو مسلمانوں کے مخالف ہیں یا اعتراض کرنا چاہتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ ''بعض لوگ جن کو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں اگر ہمدردی کی تعلیم ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیاں کیوں کرتے۔ وہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اور تکالیف پر تکالیف اٹھانے کے بعد کئے اور وہ بھی صرف مدافعت کے طور پر''۔ وہ دفاع تھا۔ تیرہ برس تک آپ مخالفین اور دشمنوں کے ہاتھ سے تکالیف اٹھاتے رہے۔ ''ان کے عزیز دوست اور یاروں کو سخت عذاب دیا جاتا رہا اور جور وظلم کا کوئی بھی ایسا پہلو نہ رہا جو کہ مخالفوں نے ان کے لئے نہ برتا ہو یہاں تک کہ کئی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ان کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے۔ اور ان کے ہر وقت کے ایسے شدید ظلموں سے تنگ آ کر بحکم الٰہی شہر ہی چھوڑنا پڑا جب مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ جب ان کے ظلموں اور شرارتوں کی بات انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو اس مظلومانہ حالت میں مقابلہ کا حکم دیا اور وہ بھی اس لئے کہ شریر اپنی شرارت سے باز آ جاویں اور ان کی شرارت سے مخلوق خدا کو بچایا جاوے اور ایک حق پرست قوم اور دین حق کے لئے ایک راہ کھل جائے۔'' (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 284۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر اسلام میں جنگوں کی اجازت ہوئی تو کسی ظلم کے لئے نہیں۔ اگر آج کوئی مسلمان لیڈر یا لوگ اس کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ ظلموں کے لئے کہیں جنگ کی اجازت نہیں ہے بلکہ ظلم کو ختم کرنے کے لئے ہے۔

آجکل بھی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ظلم کو ختم کرنے کے نام پر جنگیں ہوتی ہیں اور ان کو بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عراق میں ظلم کو ختم کرنے کے لئے جنگ کی گئی تھی۔ اب کہتے ہیں کہ جنگ تو اسی لئے کی گئی تھی لیکن ہمیں غلطی لگی تھی اور وہ ہمارے سے غلط کام ہو گیا۔ پھر لیبیا میں کہتے ہیں کہ ظلم کو ختم کرنے کے لئے جنگ لڑی گئی۔ اب کہتے ہیں یہ بھی غلطی تھی۔ اب شام میں جنگ لڑی جا رہی ہے تو اب دیکھتے ہیں اس کے ختم ہونے پر کیا جواب دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ حکومت صحیح ہو گی یا دوسرے صحیح ہیں۔ لیکن جو بھی ہے اس ظلم کو ختم کرنے کا جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن بہرحال یہ ظاہر ہو گیا کہ جو کام ظلم کے ختم کرنے کے لئے کیا گیا تھا وہ اصل ظلم سے بڑھ کر ظلم ثابت ہوا۔ اسلام نے اگر کبھی جنگ کی اجازت دی تو تمام انسانیت کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی۔ پہلی اجازت جو اللہ تعالیٰ نے جنگ کی دی وہ ان الفاظ میں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ (الحج: 40) ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے ہیں اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

پس تیرہ سال کے ظلموں کے بعد بھی جب دشمن باز نہیں آیا اور دوسری جگہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کر لی تو وہاں جا کر بھی اپنے بڑے سازو سامان کے ساتھ ایک بڑی فوج لے کر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب بہت ہو گیا۔ اب تم مسلمانوں کو بھی جنگ کا جواب، ظلم کا جواب جنگ سے دینے کی اجازت ہے تا کہ ظلم ختم ہو۔ تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت ہے۔ ابھی تم تھوڑے ہو اور دشمن طاقتور ہے لیکن خدا تعالیٰ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ باوجود اس کے کہ تم تھوڑے ہو اور تم شاید ظاہری سامان کے حساب سے طاقت نہیں رکھتے کہ دشمن سے لڑو لیکن اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ لیکن اس اجازت کے بعد بھی کھلی چھٹی نہیں دے دی بلکہ وجہ بھی بتا دی کہ جنگ اس وقت تک ہو گی جب تک یہ وجہ قائم ہے کہ جب تک تم پر ظلم ہو رہا ہے اور پھر یہ بھی کہ جنگ کر کے صرف تم نے اپنے حقوق قائم نہیں کرنے بلکہ دوسروں کے حقوق بھی قائم کرنے ہیں۔ غیر مسلموں کے حقوق بھی قائم کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج: 41) کہ وہ لوگ جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر، لڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

پس جنگ آزادیٔ حقوق کے لئے کرنے کی اجازت دی گئی۔ جنگ کی اجازت آزادیٔ مذہب کے قائم کرنے کے لئے دی گئی اور وہ بھی اس صورت میں جب دشمن حملہ کرے تو اس کا جواب دو۔ عیسائیوں کے گرجوں کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا۔ اسی آیت میں یہودیوں کے معابد کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا، راہب خانوں کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا اور مساجد کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا۔ صرف یہ نہیں کہا گیا کہ مسلمان اپنی مسجدوں کی حفاظت کریں بلکہ ہر عبادتگاہ جو کسی بھی مذہب کی ہے مسلمان اس کی حفاظت کریں۔ یہ نہیں کہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ہیں اور ملکوں پر فوجیں چڑھا دو۔ پس یہ اسلام کی خوبصورتی ہے۔ اور اس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس طرح فرمائی ہے کہ

''چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانے میں تھوڑے تھے اس لئے ان کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرت جماعت میں، عزت میں، مرتبت میں، دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا'' لوگ حملے کرتے ہیں۔ کیوں؟ وہ سمجھتے ہیں ہم بڑے دولت مند ہیں، بڑی امیر قوم ہیں۔ ہم بڑی طاقت والے ہیں۔ ہمارے پاس مال بہت زیادہ ہے۔ ہم نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ ہمارے بڑے کارخانے ہیں۔ ہمارے دنیا میں کاروبار سب سے زیادہ ہیں۔ ہمارے بنک بہت بڑے بڑے ہیں جنہوں نے دنیا کی معیشت پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہمارا عزت اور مقام بہت زیادہ ہے۔ فرمایا یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برتر خیال کرتے ہیں اُس وقت بھی ایسے لوگ تھے جو کافر تھے اس لئے انہوں نے اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے ''سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو'' یعنی اسلام پھیلے۔ ''بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔'' ہر کوشش کر رہے تھے کس طرح ان کو نقصان پہنچایا جائے'' اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رعب ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔'' یہ شرارتیں کر رہے ہیں، شر پھیلا رہے ہیں، فساد پیدا کر رہے ہیں ان کا مقابلہ نہ کرو'' چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے مَیں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور مَیں خدائے قادر ہوں، ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۔ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ ۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے.... مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا'' (اس وقت کے لئے مختص تھا۔ ایک محدود زمانے کے لئے تھا جب یہ ظلم ہو رہے تھے۔ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔) فرمایا ''ہمیشہ کے لئے نہیں تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 6-5)

پس آج اگر مسلمان بھی جہاد کے نام پر حملے کر رہے ہیں، خودکش حملے کر رہے ہیں تو یہ سب ظلم ہیں۔ اس کی قطعاً کوئی اجازت اسلام نہیں دیتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''یعنی اگر خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہ ہوتی کہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا'' یعنی کہ ختم کرتا'' تو ظلم کی نوبت یہاں تک نہ پہنچتی کہ گوشہ گزینوں کے خلوت خانے ڈھائے جاتے اور عیسائیوں کے گرجے مسمار کئے جاتے اور یہودیوں کے

معبد نابود کئے جاتے اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکر خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔'' اگر ظلم اس حد تک پہنچتا، اگر ظلم کو روکا نہ جاتا تو پھر یہی ہونا تھا کہ اس ظلم کی وجہ سے عیسائیوں کے گرجے بھی گرائے جاتے۔ یہودیوں کے معبد بھی گرائے جاتے۔ مسجدیں بھی گرائی جاتیں۔ یہ ساری عبادتگاہیں اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکر خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔ فرمایا کہ ''اس جگہ خدا تعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ان تمام عبادت خانوں کا مَیں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کے عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے۔'' (ان کو نہ چھیڑو) ''اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں۔'' (گرجے گرائے نہ جائیں) ''اور یہی ہدایت احادیث نبویہ سے مفہوم ہوتی ہے۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کے لئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے۔'' (ان کو نہ چھیڑے) ''اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصب کے طریقوں سے دُور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ ہاں البتہ اس خدا نے جو اسلام کا بانی ہے یہ نہیں چاہا کہ اسلام دشمنوں کے حملوں سے فنا ہو جائے بلکہ اس نے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور حفاظت خود اختیاری کے طور پر مقابلہ کرنے کا اِذن دیا ہے۔'' (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 394-393) دفاعی جنگ کی اجازت ہے اور حفاظت کے لئے اجازت ہے۔

پس یہ خوبصورتی ہے اسلام کی جنگوں کی اجازت کی لیکن اس اجازت میں بھی جو اصول وضوابط اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں وہ بھی ایک سنہرا لائحہ عمل ہے۔ مذہبی آزادی کے قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ:194) اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اختیار کرنا اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی کرنے والے ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔ یعنی وہ زیادتی کرنے والے باز آ جائیں تو پھر زیادتی نہیں کرنی۔ یعنی مذہبی آزادی کی اجازت ہے جو بھی دین کو اختیار کرنا چاہتا ہے وہ اختیار کرنے کی اس کو اجازت ہے۔ اگر دین کو اختیار کرنے سے کوئی روکتا ہے تو وہاں اس ظالم کے ہاتھ کو روکنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی یعنی اس حد تک اس کا مقابلہ کرو کہ ان کی بغاوت دور ہو جائے اور دین کی روکیں اٹھ جائیں اور حکومت اللہ کے دین کی ہو جائے۔ (جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 255) پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ''یعنی عرب کے ان مشرکوں کو قتل کرو یہاں تک کہ بغاوت باقی نہ رہ جاوے اور دین یعنی حکومت اللہ تعالیٰ کی ہو جائے۔ اس سے کہاں جبر نکلتا ہے۔ اس سے تو صرف اس قدر پایا جاتا ہے کہ اس حد تک لڑو کہ ان کا زور ٹوٹ جائے اور شرارت اور فساد اٹھ جائے اور بعض لوگ جیسے خفیہ طور پر اسلام لائے ہوئے ہیں ظاہر بھی اسلامی احکام ادا کرسکیں۔'' بعض خوف کے مارے ان ظالموں کے خوف کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے تھے تو اس لئے ان کے ظلموں کو روکو تا کہ دینی آزادی ان میں قائم ہو جائے، اگر کوئی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو ہو جائے۔ ''اگر اللہ جلّ شانہٗ کا ایمان بالجبر منشاء ہوتا... تو پھر جزیہ اور صلح اور معاہدات کیوں جائز رکھے جاتے۔'' قرآن کریم میں جو حکم ہیں غیر مسلموں کے لئے جزیہ کے لئے، جنگوں میں صلح کے لئے، معاہدات کے لئے ان کو کیوں رکھا جاتا۔ ''اور کیا وجہ تھی کہ یہود اور عیسائیوں کے لئے یہ اجازت دی جاتی کہ وہ جزیہ دے کر امن میں آ جائیں'' جو مسلمان حکومتوں کے اندر آتے تھے ''اور مسلمانوں کے زیر سایہ امن کے ساتھ (زندگی) بسر کریں۔'' (جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 263)

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (النحل:127)۔ اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے۔ زیادتی پر صبر اور بات چیت کے ذریعہ سے مسئلہ کا حل کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اگر دشمن اپنی انتہا پر پہنچ گیا ہے تو پھر اس اصول کو مدّنظر رکھو کہ سزا اصلاح کے لئے دو، ظلم کے لئے نہیں۔ سختی کا جواب سختی سے اصلاح کے لئے دو۔ لیکن جب معاملہ ختم ہو جائے تو پھر اپنا زیرنگیں کر کے پھر سینکشن (sanction) لگا کر ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ اس کے نتیجہ میں پھر بدامنی پیدا ہو گی، frustration پیدا ہو گی، بے چینیاں پیدا ہوں گی اور پھر ایک فساد برپا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (البقرۃ:191) اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔ اللہ اکبر کا نعرہ جب ہم لگاتے ہیں تو وہ اسی محبت کا اظہار ہے جو ایک مومن کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میری محبت چاہتے ہو تو حد سے زیادہ نہ بڑھو کیونکہ زیادتی سے پھر ظلم بچے دینے شروع کر دیتا ہے۔ ایک زیادتی کے بعد دوسری زیادتی شروع ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اگلا بھی مقابلہ کرتا ہے اور دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی مختلف جگہوں پر وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑو جو لڑنے میں سبقت کرتے ہیں اور تم پر چڑھ چڑھ کر آتے ہیں مگر ان پر زیادتی نہ کرو اور تحقیقاً یاد رکھو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''۔ پھر آپ نے فرمایا ''اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ تمہیں قتل کرنے کے لئے آتے ہیں ان کا دفع شر کے لئے مقابلہ تو کرو مگر کچھ زیادتی نہ کرو''۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 392)

پھر فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جس طرح اور جن آلات سے کفار لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے (جو آجکل ہیں) اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں'' (اس زمانے میں جہاد کی باتیں کرتے ہیں۔ اسلام کو ختم کرنے کے لئے اسلام پر تلوار سے حملہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسرے ذرائع سے ہو رہا ہے۔ لٹریچر ہے، دوسرے ذریعہ سے ہیں، میڈیا ہے۔) ''لہٰذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جائے۔'' (یا جو طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں اس طریقے سے دیا جائے۔) ''اگر تلوار سے دیا جاوے گا تو یہ اعتداء ہوگا''۔ (یہ ناجائز ہوگا، یہ زیادتی ہوگی) ''جس سے خدا تعالیٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔''
(ملفوظات جلد 7 صفحہ 300۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے اسلام کے احکامات کی خوبصورتی۔ بہت ساری باتوں میں سے یہ چند باتیں ہیں جو مَیں نے بیان کی ہیں۔ اسلام کی عدل اور انصاف اور دنیا میں امن قائم کرنے اور قائم رکھنے اور جنگوں کی اجازت اور ان کو روکنے کے مقصد اور جنگوں کے اصول وضوابط کی کچھ تفاصیل جو ہمیں قرآن کریم نے جیسا کہ مَیں نے کہا بتائی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل سے ثابت ہوتی ہیں۔ جب بھی دشمن شرارتیں کرتا تھا تو آپؐ ہر فوج جو دشمن کی سرکوبی کے لئے بھیجتے تھے اسے یہ ہدایت فرما دیتے تھے کہ راہبوں کو، عورتوں کو، بچوں کو اور پادریوں کو اور ہر اس شخص کو کچھ نہیں کہنا جو تمہارے ساتھ براہ راست جنگ نہیں کر رہا۔ کوئی درخت نہیں کاٹنا۔ قیدیوں سے نرمی کا سلوک کرنا ہے۔ اور یہی عمل خلفائے راشدین سے ثابت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی جلد 9 صفحہ 154 جماع ابواب السیر باب ترک قتل من لا قتال فیہ ... حدیث 18666 مکتبۃ الرشد الناشرون ریاض 2004ء) (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 22 صفحہ 393 من یکنی ابا عزیز حدیث 977 دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء) لیکن آج کل بمبارمنٹ جب ہوتی ہے تو بلا امتیاز ہسپتالوں میں مریضوں کو بھی مارا جا رہا ہوتا ہے، عمارتوں کے نیچے بچوں کو مارا جا رہا ہوتا ہے۔ کوئی کسی طرف سے ظلم ہو رہا ہے، کوئی کسی طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ اب کھنڈرات میں سے جب یہ جو گرے ہوئے مکانوں کا ملبہ ہے ان میں سے نکالتے ہیں تو بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے بچے، دو دو تین تین مہینے کے بچے نکل رہے ہوتے ہیں۔ یہ ظلم کی انتہا ہے جو ہو رہی ہے۔ لیکن اسلام اس بات سے منع کرتا ہے۔

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جسے ہمیں آجکل دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں صحافی نے مجھے سوال کیا تھا کہ کس طرح کینیڈین قوم کو پتا چلے کہ اسلام شدت پسند مذہب نہیں ہے اور کس طرح پتا چلے کہ آج دنیا کی اس بھیانک صورتحال کا حل اسلام میں ہے۔ تو یہ کام یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ اسلام تو محبت پیار اور بھائی چارہ سکھاتا ہے اور اگر اسلام کے نام پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ اس کی تعلیم کے خلاف چل کر ہو رہا ہے۔ آج اگر دنیا کے بچاؤ کے لئے کوئی حل ہے تو اسلام کے پاس ہے۔ نہ ہی اسلام سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے نہ ہی اس خیال کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے کہ مذہب فتنہ وفساد کی وجہ ہے یا دنیا کا امن وسکون مذہب کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ کسی مذہب نے فساد کی اجازت نہیں دی۔ آج اگر دنیا امن چاہتی ہے، اپنی بقا چاہتی ہے، اپنے بچوں کو اپاہج ہونے سے بچانا چاہتی ہے اور معذور پیدا ہونے سے بچانا چاہتی ہے تو اسلام احمدیت ہی اس کا حل ہے اور اس زمانے کے امام کے ساتھ تعلق جوڑنے میں ہی دنیا کی بقا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق ہم نے ان کو بتانا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو تو تمہاری بقا ہے۔ پس اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن کوششیں بھی اس وقت کامیاب ہوتی ہیں، دعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب ہمارے عمل بھی اس کے مطابق ہوں۔ پس ہر احمدی کو اپنے گھروں میں بھی انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے کام کی جگہوں پر بھی انصاف اور عدل قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے محلے اور شہر میں بھی اعلیٰ معیار انصاف اور عدل کے قائم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا دیکھے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو دنیا کے حقیقی نجات دہندہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو پتا لگے کہ یہی ہمارے حقیقی خیر خواہ ہیں اور دنیا کے امن کا مستقبل اب انہی لوگوں سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو توفیق دے۔

(احباب نعرے لگا رہے تھے کہ حضور انور نے فرمایا:)

السلام علیکم۔ ابھی پہلے دعا کر لیں۔ خاموش۔ ذرا دعا کر لیں۔ پہلے دعا کر لیں۔ (دعا)

....

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلے ذرا اپنی یہ حاضری بھی سن لیں۔ ایک منٹ ذرا جوش میں نعرے بند کر دیں۔ حاضری سن لیں۔ امیر صاحب نے جو حاضری کی فگر (figure) دی ہے وہ اس وقت پچیس ہزار نو سو ساٹھ (25960) ہے۔ تیرہ ہزار دو سو اکاون (13251) مرد، بارہ ہزار سات سو نو (12709) عورتیں اور اس وقت یہاں بتیس ممالک کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ اور بیرون کینیڈا سے آئے ہوئے مہمانوں کی تعداد چار ہزار تین سو انیس (4319) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ جلسہ مبارک کرے اور آپ لوگوں نے جو کچھ یہاں سنا اور دیکھا اور سیکھا اس کو اللہ تعالیٰ آپ کے دل اور دماغ میں قائم بھی رکھے اور عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور خیریت سے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس بھی لے کر جائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

☆☆☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

آیا ہے اور وہ آتما رام کے دو لڑکے اٹھا کر لے گیا ہے۔ خدا کی قہری تقدیر یوں ظاہر ہوئی کہ اُس کے دونوں جوان بیٹے (اُس کے فیصلہ سنائے جانے سے قبل ہی) یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ چنانچہ حضورؑ نے اس مقدمہ کے ضمن میں ایک جگہ رقم فرمایا کہ ''ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔''

حضورؑ نے مزید فرمایا کہ ''افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ درپردہ ایک ہاتھ ہے جو اُن کے ہر حملے سے اس کو بچاتا ہے۔''

کئی سال بعد جب ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ دہلی تشریف لے جا رہے تھے تو آپؓ کو لدھیانہ ریلوے سٹیشن پر آتما رام ملا اور بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں کہ اللہ مجھے صبر کی توفیق دے، مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہے کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ مَیں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ نیز اب میرا ایک اَور بیٹا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُسے اور مجھے دونوں کو تباہی سے بچائے۔

...❀...❀...❀...

اس ایمان افروز مضمون کا سلسلہ آئندہ شمارہ کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 11

اب تک جن تین پروگراموں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ تمام اردو زبان کے پروگرام تھے۔ جب بھی پروگراموں کی بات ہوئی، حضور کے ارشادات سے ہمیشہ نوجوان نسل کے لئے توجہ اور فکر نظر آئی۔ اس وقت تک برادرم عمر سفیر صاحب Real Talk کے نام سے پروگرام شروع کر چکے تھے۔ اس پروگرام میں سماجی مسائل اور ان پر جماعت احمدیہ مسلمہ کے نقطۂ نظر پر گفتگو ہوتی۔ اس پروگرام کی معراج وہ اقساط تھیں جو سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام غانا پر تیار کی گئیں۔ غانا سیریز نے وہ پذیرائی حاصل کی کہ کم کسی پروگرام کو حاصل ہوئی ہوگی۔ پھر پروگرام Faith Matters کا ظہور بھی ہو چکا تھا جس میں ہمارے علماء دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات انگریزی میں پیش کرتے تھے۔ یہ پروگرام بھی بہت مقبول تھا اور آج بھی ہے۔

مگر ایسا انگریزی پروگرام جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد پر نوجوانوں کے سوالات کے جوابات نوجوان ہی دیں، موجود نہیں تھا۔ اور یہی سبب Beacon of Truth نامی پروگرام کے ظہور میں آنے کا باعث بنا۔ اس کی کچھ تفصیل گزشتہ مضمون میں آچکی ہے۔

تاہم یہ پروگرام حضور انور کی رہنمائی میں یوں شروع ہوا کہ اس میں شرکاء گفتگو صرف جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء ہوں۔ پروگرام انگریزی میں ہو، تاکہ مغربی ممالک میں سکونت رکھنے والے احمدی نوجوان اپنی زبان میں اپنی طرز پر سوالات کے جوابات حاصل کرسکیں۔ پہلا پروگرام ریکارڈ ہو کر حضور انور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور انور نے بڑی شفقت فرمائی اور پروگرام کو پسند فرمایا۔ یہ نوجوان جو حضور کی گود میں مثلِ طفلِ شیر خوار پل بڑھ کر جوان ہوئے تھے، اپنی نسل کو جماعت احمدیہ مسلمہ کے عقائد سے روشناس کروانے لگے۔ ان کے ساتھ ساتھ سوالات کو ای میل وغیرہ سے یکجا کرنے کا کام بھی طلبا جامعہ کے سپرد ہوا۔ پروگرام آغاز میں ریکارڈ کر کے پیش کیا جاتا تھا اور اس میں حاضرین یعنی سٹوڈیو آڈیئینس (audience) بھی ہوتی تھی۔ اس آڈیئینس کے لئے حضور انور نے رہنمائی فرمائی کہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے تعاون سے مختلف مجالس کو دعوت دی جائے۔ یوں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے تعاون سے سٹوڈیو آڈیئینس میں ایک تنوع آیا اور پروگرام نے بہت دلچسپ رنگ اختیار کرلیا۔

حضور انور کی رہنمائی سے ایک تدبیر یہ بھی کی گئی کہ اس آڈیئینس کو موقع دیا جاتا کہ وہ پروگرام کے دوران اپنے سوالات پینل میں شامل نوجوانوں سے براہِ راست پوچھیں۔ خاکسار آڈیئینس سے الگ میٹنگ کرتا اور انہیں بتاتا کہ پروگرام کا موضوع کیا ہے تاکہ وہ سوالات اس کے مطابق تیار کرلیں۔ مگر ان سوالات سے پینل کو آگاہی نہ دی جاتی تاکہ وہ اسی وقت سوال سن کر فی البدیہہ اس کا جواب پیش کریں۔ یوں پروگرام میں نیچرل رنگ اور ناظرین کی دلچسپی برقرار رہتی۔

خدا کے فضل سے میرا ہمیشہ سے یہ ایمان رہا ہے کہ خلیفۂ وقت کی نظر بھی اپنے اندر ایک کرشماتی فیض رکھتی ہے۔ اس نظر سے ہی دلوں کی بہت سی مَیل اتر جاتی اور زندگی کی رمق پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر انسان اپنے کام میں بہتری چاہتا ہے تو اپنے رفقاء کار کا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح سے استوار کروانے کے لئے اسے خود بھی کوشش کرنی چاہیے اور انہیں بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو آپ کے رفقاء کار اس چشمۂ فیض سے محروم رہیں گے اور کام آپ کا اپنا ہی متأثر ہوگا۔ اس لئے ان کے لئے بھی اور اپنے کام کی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں بھی اس نور سے حصہ دلایا جائے جس کی نرم اور دلگیر روشنی میں ہم سب راستہ دیکھنے اور اس پر چلنے کے قابل ہیں۔ 'بیکن آف ٹروتھ' کی اس ٹیم کے لئے خاکسار نے حضور انور سے درخواست کی کہ میں انہیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اجازت مرحمت فرمائی اور ملاقات کا شرف بخشا۔ یہ نوجوان حضور انور سے براہِ راست رہنمائی حاصل کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اس ایک ملاقات کے بعد ان سب نوجوانوں کے کام میں اللہ نے بہت برکت عطا فرمائی۔ یہ سب اس وقت جامعہ احمدیہ یوکے کے طلبا تھے، مگر اس پروگرام کے باعث کبھی ان کے معمول اور ان کے حصولِ تعلیم میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔

یہی پروگرام حضور انور کی شفقت کے نتیجہ میں لائیو پیش ہونے لگا۔ جس روز پہلی مرتبہ یہ پروگرام لائیو پیش ہونا تھا، اس سے ایک روز پہلے پروگرام کے میزبان کی طبیعت شدید خراب ہوگئی۔ پیٹ خراب اور تیز بخار۔ اگلے دن لائیو پروگرام کی تیاری تھی اور ادھر یہ مشکل آن کھڑی ہوئی۔ اگلے روز صبح ملاقات تھی۔ اس وقت تک بھی طبیعت بہتر نہ ہوئی تھی۔ میں نے ملاقات میں عرض کردی کہ میزبان صاحب تو اسہال سے نڈھال ہوئے بیٹھے ہیں، اگر اجازت ہو تو کسی متبادل پریزینٹر سے پروگرام پیش کروالیا جائے۔

حضور انور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ اب اس وقت متبادل پریزینٹر کہاں ڈھونڈو گے۔ تیاری کا بھی وقت نہیں۔ اُس کو کہنا یہ ہومیو پیتھی کی دوائی استعمال کرے، ٹھیک ہو جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس طرح امتحانوں کی گھبراہٹ سے لوگوں کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے، اسی طرح اس نے بھی پریشر لے لیا ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

ملاقات سے نکلا اور دوائی لے کر میزبان صاحب کو پہنچائی۔ ساتھ حضور انور کا پیغام بھی۔ دونوں چیزوں نے اللہ کے خاص فضل سے ایسا رنگ دکھایا کہ ہمارا میزبان شام کو ریکارڈنگ تک بالکل تندرست ہو چکا تھا۔ عزیزم قاصد معین احمد صاحب نے صرف اُسی روز ہی نہیں، بلکہ ایک لمبے عرصہ تک پروگرام پیش کیا اور بہت اچھا پیش کرنے کی توفیق پائی۔ یوں اس پروگرام کی لائیو سیریز کے آغاز کے ساتھ ہی حضور کی توجہ اور دعا کا ایک ایسا رنگ وابستہ ہو کر رہ گیا کہ آج تک ہر پروگرام سے پہلے مجھے یہ بات ضرور یاد آتی ہے اور دل سے حضور کے لئے دعا نکلتی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت کا امام جس کے شب و روز کا ہر ہر لمحہ طرح طرح کی مصروفیات سے معمور ہے، وہ ایم ٹی اے کے پروگراموں کے لئے اس قدر توجہ اور محبت سے وقت نکالتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُس۔

ابتدا میں اس پروگرام کو منصور احمد کلارک صاحب پیش کرتے، پھر یہ ذمہ داری قاصد معین صاحب کے سپرد ہوئی، پھر اس کے بعد کچھ دیر رضا احمد صاحب، پھر عطاء الفاطر طاہر صاحب (حال متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) اور اب اس پروگرام کی میزبانی دانیال کاہلوں صاحب (حال متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) کے سپرد ہے۔

....

'راہِ ہدیٰ' کو چلتے ہوئے جب کچھ سال کا عرصہ ہوگیا تو ایک روز حضور نے فرمایا کہ ''راہِ ہدیٰ وہاں سے کیوں نہیں کرتے جہاں سے راہِ ہدیٰ کا آغاز ہوا تھا۔ قادیان جاؤ اور وہاں سے کرو''۔ اس ارشاد سے محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان) کو مطلع کیا گیا۔ (تب یہ وکالت نہیں بنی تھی بلکہ انڈیا ڈیسک کے نام سے یہ شعبہ کام کر رہا تھا اور محترم فاتح صاحب انچارج انڈیا ڈیسک تھے)۔ قادیان میں پروگرام کی تیاری شروع ہوگئی اور یہاں ویزا کی کارروائی۔ پاکستان سے وابستگی یوں بھی کئی مواقع پر یاد آتی رہتی ہے مگر انڈیا کے ویزے کے حصول کے وقت ہر پاکستانی کو اپنی پاکستانیت ویزا فارم پُر کرنے سے لے کر اس کارروائی کے ہر مرحلہ پر یوں یاد آتی ہے کہ ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں۔ ویزا کے حصول کا مرحلہ طول پکڑتا گیا، ادھر قادیان میں پروگرام کی تیاری مکمل تھی۔ یہ تیاری مکرم فاتح صاحب کی نگرانی میں قادیان کے شعبہ ایم ٹی اے نے بڑی سرعت کے ساتھ مکمل کرلی۔ وہاں سے پروگرام ویب سٹریم کے ذریعہ سے لائیو نشر ہونا تھا۔ سو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ پروگرام شروع کر لیا جائے۔ یوں اس پروگرام نے ایک تاریخ ساز مرحلہ دیکھا کہ یہ پروگرام حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کے ارشاد پر حضرت مسیح موعودؑ کے مولد و مسکن سے لائیو نشر ہونے لگا۔ وہاں سے محترم 'کے۔ طارق' صاحب اسے پیش کرتے اور ساتھ قادیان کے علماء پروگرام میں شریک ہوتے اور آج بھی ہوتے ہیں۔ یوں ایم ٹی اے کی سکرین کو علماء کرام کی ایک نئی کھیپ میسر آئی۔ قادیان میں مقیم جماعت احمدیہ کے علماء کی قابلیت بھی دنیا کے سامنے آئی اور پروگرام نے ایک نیا رنگ اختیار کرلیا۔ ابتدا میں حضور انور کے ارشاد پر قادیان سے چار پروگرام نشر ہوتے، پھر لندن سے چھ پروگرام پیش کئے جاتے۔ پھر چھ وہاں سے چھ یہاں سے، اور اب آٹھ وہاں سے اور چار پروگرام یہاں لندن سے پیش کئے جاتے ہیں۔

یہاں لندن میں اس پروگرام کی میزبانی خاکسار کے سپرد تھی، پھر محترم راجا برہان احمد صاحب اور محترم حافظ محمد ظفراللہ صاحب اور محترم ظافر محمود ملک صاحب نے بھی اس پروگرام کو پیش کیا۔ وسیم احمد فضل صاحب اور حسیب احمد (پاکستان) بھی اس کے میزبانوں میں شامل رہے۔ ان دنوں محترم ایاز محمود خان صاحب اس پروگرام کی میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہیں۔

یہاں ایک اور حیرت انگیز بات کا ذکر ضروری ہے۔ ایم ٹی اے کے بیرونِ ملک سٹوڈیوز امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا جیسے ترقی یافتہ ممالک میں قائم ہیں۔ مگر حضور انور کے ارشاد کی برکت دیکھئے کہ لندن کے علاوہ کہیں اور سے باقاعدہ لائیو پروگرام پیش کرنے کی سعادت قادیان کے حصہ میں آئی۔ یہ پروگرام ہفتہ وار ویب سٹریم یعنی انٹرنیٹ کے ذریعہ قادیان سے نشر ہوتا ہے، اس کا signal یہاں لندن میں موصول ہوتا ہے، اور پھر یہاں سے ایم ٹی اے کا مواصلاتی نظام اس سگنل کو سیٹیلائٹس تک بھیج دیتا ہے، اور یوں قادیان دارالامان سے نشر ہونے والا یہ پروگرام براہِ راست دنیا بھر میں دیکھا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ پر سگنل کے موصول ہونے کے باوجود تصویر اور آواز کا معیار بہت عمدہ ہے۔ سیٹیلائٹ سے بھیجے گئے سگنل سے ذرہ بھی مختلف نہیں۔ میرا ایمان ہے حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس بستی سے نشر ہونے والے اس پروگرام کے سگنل قادیان کی مقدس بستی سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی نظام کے لئے خیر و برکت لے کر آتے ہیں۔ کیسے نہیں لاتے ہوں گے؟ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے الفاظ میں یہ وہ زمین ہے جسے مسیح کے قدم حرم بنا چکے ہیں۔ اس کی پہرہ داری پر فرشتہ ناز کرتے ہیں، جو لوگ سکرین پر نظر آتے ہیں اور جو کنٹرول روم سے اس پروگرام کو ممکن بناتے ہیں، انہیں ''الدّار'' کی نگہبانی کا کام بھی سپرد ہے۔ یوں حضور انور کے ارشاد پر راہِ ہدیٰ وہاں سے نشر ہونے لگا جو جماعت احمدیہ کا نقطۂ آغاز ہے۔ اور حضور کے اس ارشاد کی برکت سے قادیان کی خوشبو ہر ہفتہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں پہنچنے لگی۔

....

اور بہت سے پروگرام ہیں۔ آپ جو ان سطور کے قارئین ہیں، ایم ٹی اے کے ناظرین بھی ہیں۔ اس قدر عرض کردیتا ہوں کہ آپ کو ایم ٹی اے کے وسیع canvas پر پھیلے ہوئے جو رنگا رنگ پروگرام نظر آتے ہیں، ان میں جو بھی خیر کا پہلو ہے وہ حضور ہی کی رہنمائی کا مرہونِ منت ہے۔ جو چیز آپ کو کہیں پسند نہ آتی ہو، وہ ہماری کوتاہی ہے اور اس کے لئے میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے معذرت بھی کرتا ہوں اور دعا کی درخواست بھی۔

....

آج موقع ہے تو کچھ ایسے امور بھی بتاتا چلوں جو قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ حضور کی نظر پروگراموں کے مواد پر تو رہتی ہی ہے، مگر یہ سبق بھی حضور ہی سے حاصل ہوا کہ جو آدمی ایم ٹی اے پر بیٹھا ہے، وہ جماعت کا نمائندہ ہے۔ اس کا حلیہ بھی ایسا ہونا چاہیے کہ جماعتی وقار پر کوئی آنچ نہ آئے۔

محترم شہزاد احمد صاحب، جو اب مربی بن چکے ہیں ریویو آف ریلیجنز میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں حضور کی خدمت میں اپنی فیملی کی ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ کچھ روز پہلے وہ 'بیکن آف ٹروتھ' میں شریکِ گفتگو ہوئے تھے۔ وہ خاصے خوش لباس بھی ہیں۔ مگر ملاقات میں حضور نے انہیں فرمایا کہ پروگرام لگا ہوا تھا تو میری نظر اتفاقاً ٹی وی پر پڑی۔ تم نے بغیر کالر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اگرچہ اوپر blazer بھی تھا مگر بغیر کالر کے آدمی informal لگتا ہے۔ اگر ٹائی نہ بھی لگانی ہو تو قمیص کالر والی ہونی چاہیے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر ٹائی کے بغیر کالر والی شرٹ ہو تو اس میں بھی یہ احتیاط ہو کہ چھاتی کے بال نہ نظر آتے ہوں۔ انہوں نے یہ بات ہمیں آکر بتائی تو ہم نے تمام شرکاء پروگرام، بلکہ تمام پروگراموں کے لئے یہ پالیسی بنالی کہ اگر پتلون قمیص پہننی ہو تو یا تو ٹائی استعمال ہو، یا پھر قمیص کالر والی ہو۔

محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتیٔ سلسلہ ہیں۔ مگر مجال ہے کہ ان کے حلیہ سے کوئی بتا سکے کہ بلند پایہ عالِمِ دین ہیں۔ عام زبان میں اسے سادگی کہتے ہیں، سو مولانا کمال درجہ کے سادہ آدمی ہیں۔ نہ لباس میں کوئی تکلّف، نہ بول چال کے انداز میں۔ بول چال کا اپنا ہی

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کا انجام

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا کے جنوری، فروری اور مارچ 2011ء کے شماروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض مخالفین کے عبرتناک انجام کا تذکرہ مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ بعض مخالفین جن کا تذکرہ قبل ازیں ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شائع نہیں ہوا تھا، وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:

مولوی محمد حسین بٹالوی کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا مخالف جو آپؑ کے دعویٰ ماموریت کے ساتھ ہی مخالفت میں کھڑا ہوگیا اور جس نے آپؑ کے سلسلہ کو مٹانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادی وہ بٹالہ کا رہنے والا مولوی محمد حسین تھا۔ اس نے آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کرکے پہلے اس پر مولوی نذیر حسین دہلوی کے تصدیقی دستخط کروائے اور پھر سارے ملک میں پھر کر اُس فتویٰ پر دوصد علماء کی گواہیاں حاصل کیں اور اسے اخبار میں نشر کیا جس کے نتیجہ میں حضورؑ کے خلاف سارے ملک میں مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اس فتویٰ سے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گزشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔... ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی، کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں''۔

مولوی محمد حسین نے عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے حضور علیہ السلام کے خلاف قتل عمد کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق میں عدالت میں بیان بھی دیا اور پھر ڈپٹی انسپکٹر محمد بخش کی طرف سے حضورؑ پر بنائے جانے والے مقدمہ کے وقت بھی اُس نے عدالت میں حضورؑ کی ایسی تحریریں پیش کیں جن سے ثابت ہو کہ یہ تحریریں امن عامہ کے لئے خطرہ ہیں۔ اگرچہ عدالت نے ہر دو موقع پر اُس کی گواہی ردّی کی ٹوکری میں پھینک دی بلکہ اُلٹا اس سے اس بات پر دستخط کروائے کہ وہ آئندہ حضورؑ کے بارہ میں خلافِ تہذیب کوئی بات نہیں لکھے گا اور اس طرح اس نے اپنے ہی فتویٰ کو واپس لے لیا جس میں آپؑ کو کافر، دجّال اور کذّاب کہا گیا تھا۔

مولوی محمد حسین نے بٹالہ آنے والی ہر گاڑی کی آمد کے وقت ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر اُن لوگوں کو بہکانا اپنا وطیرہ بنالیا تھا جو حضور علیہ السلام کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے قادیان جانا چاہتے تھے۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ حضورؑ کا سلسلہ تو بدستور ترقی کرتا چلا گیا جبکہ مولوی محمد حسین کی اپنی اولاد بھی اُسے چھوڑ گئی۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں لکھا کہ ''میرے لڑکوں کی سفاہت، درجہ فسق کو کامل کرکے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے اور تحصیل علوم دینی سے ان کے انکار اور فسق وفجور پر سالہا سال سے اُن کے اصرار کرنے سے کوئی صورت اُن کی رشد وہدایت کی نظر نہیں آتی''۔ اسی حوالہ سے مزید لکھتے ہیں کہ ''ان سب میں سے اوّل درجہ کا متکبّر اور میری اطاعت سے سرکش نمبر اوّل عبدالسلام ہے۔ اور سب سے بڑھ کر بدچلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا دینے والا نمبر چہارم وپنجم ہے۔... بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے مرتکب ہوچکے ہیں اور ان کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں۔ اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کرچکے ہیں۔''

اسی طرح اپنی لڑکیوں کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''پانچ بلکہ سات لڑکوں کے علاوہ میری تین جوان لڑکیاں صاحبِ اولاد ہیں۔ یہ جب تک صغیر سن رہیں، میری اطاعت میں رہیں اور جب جوان ہوئیں اور ان کی شادی ہوگئی تو تینوں بحکم اپنے شوہروں کے جو میرے مخالف ہیں، میری اطاعت سے فارغ ہوگئیں''۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اسی قسم کے بدقسمت مخالفین کی نسبت فرمایا ہے:

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ اَت ویراں تو در فکرے دگر

یعنی اے بدقسمت انسان جو میری تکفیر پر کمربستہ ہے۔ تیرا اپنا گھر ویران ہوگیا ہے اور تجھے دوسروں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔

❁.❁.❁.❁.❁.❁

مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام

لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہوئی تو آریہ قوم نے دل سے اس نشان کی عظمت محسوس کی۔ اس لئے وہ اس کیس کو عدالت میں تو نہ لے گئے مگر اپنی اس خفّت کا بدلہ لینے کے لئے جذبۂ انتقام سے بھر گئے۔ چنانچہ جب مولوی کرم دین جہلمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کا مقدمہ بنایا تو دو آریہ مجسٹریٹوں نے آپؑ کے خلاف اپنے بغض وکینہ کا ہرطرح سے اظہار کیا اور دونوں خدا کی قہری تجلّیات کا نشانہ بنے۔ ان میں سے پہلا ضلع گورداسپور کا مجسٹریٹ لالہ چندولال تھا جس کا رویّہ شروع سے ہی اس قدر متعصّبانہ تھا کہ حضورؑ کے وکلاء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس انتقالِ مقدمہ کی درخواست دینی پڑی۔ یہ درخواست ردّ ہوئی تو چیف کورٹ میں اپیل کی گئی لیکن وہاں بھی درخواست مسترد ہوگئی اور مقدمہ بدستور لالہ چندولال کے پاس ہی رہا۔ اس دوران گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا اور حضورؑ کے متعلق اُسے کہا کہ یہ شخص لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ تمہارے ہاتھ کا شکار ہے اور ساری قوم کی نظر تم پر ہے۔ لالہ چندولال نے بھی اُن سے وعدہ کرلیا کہ وہ پہلی پیشی پر ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آئے گا یعنی اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کرلے گا۔ اس ناپاک سازش کی اطلاع کسی طرح حضور علیہ السلام کے مخلص مرید حضرت محمد اسماعیل خان صاحبؓ کو بھی ہوگئی جنہوں نے حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحب سے یہ ذکر کردیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ ساری روئیداد خدمت اقدسؑ میں سنائی۔ آپؑ اُس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ جونہی آپؑ نے اپنے بارہ میں آریوں کی طرف سے کہا گیا لفظ شکار سُنا تو آپؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا۔ اور بلند آواز میں فرمایا: ''مَیں اُس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!''۔ حضورؑ نے ''خدا کا شیر'' کے الفاظ کئی بار دہرائے۔ پھر یہ خاص کیفیت جاتی رہی تو آپؑ نے فرمایا: ''مَیں کیا کروں؟ مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں، مَیں تجھے ذلّت سے بچاؤں گا اور عزّت کے ساتھ بری کروں گا۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو امکانی ذلّت سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ اس مجلس کے کچھ دیر بعد آپؑ کو اچانک خون کی قَے ہوئی۔ اس پر مقامی ہسپتال کے سول سرجن (انگریز) ڈاکٹر ایس پی مور نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس عمر میں خون کی قَے آنا خطرناک ہے اور سرٹیفیکیٹ دیا کہ آپؑ ایک ماہ کے لئے کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد حضورؑ پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہوگئے۔ اگلے روز مجسٹریٹ نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھا تو سٹپٹا کر رہ گیا اور عدالتی کارروائی مؤخر کرنے پر مجبور ہوگیا۔ بعد میں اُسی سِول سرجن نے قادیان جاکر بھی حضورؑ کا معائنہ کیا اور آپؑ کی عمومی حالت کے پیش نظر مزید چھ ہفتہ کے لئے آرام کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ کے لئے سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک طرف اپنے مامور کو ہر ذلّت سے بچانے کی بشارتیں دیں تو دوسری طرف بھی اپنا جلالی ہاتھ دکھانا شروع کردیا۔ چنانچہ دورانِ مقدمہ چند غیر ازجماعت معزّزین نے جب آپؑ کی خدمت میں ازراہ ہمدردی کہا کہ چندولال کا ارادہ آپؑ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: ''مَیں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا''۔

اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں کسی مجرم کو پھانسی لگنی تھی۔ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے چندولال کی ڈیوٹی اس موقع پر لگائی گئی تو اُس نے عذر کیا کہ وہ اتنا رقیق القلب ہے کہ کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا۔ اس پر یہ ڈیوٹی کسی دوسرے مجسٹریٹ کے سپرد کردی گئی اور ڈپٹی کمشنر نے چندولال کے بارہ میں حکّام بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ یہ اس قابل نہیں کہ اسے فوجداری اختیارات تفویض کئے جائیں۔ چنانچہ چندولال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے معزول ہوکر عام جج بنا کر ملتان بھجوادیا گیا۔ بعد میں وہ اسی صدمہ کی وجہ سے پاگل ہوگیا اور اسی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔

❁.❁.❁.❁.❁.❁

مہتہ آتمارام کا انجام

لالہ چندولال کی جگہ آنے والے آریہ مجسٹریٹ مہتہ آتمارام نے بھی آتے ہی اوچھے ہتھیار استعمال کرنے شروع کردیئے۔ پہلے اُس نے حضورؑ کو کرسی دینے سے انکار کیا بلکہ بعض اوقات شدید پیاس کے باوجود بھی آپؑ کو پانی پینے کی اجازت نہ دی۔ پھر سماعت کی تاریخیں اتنی قریب قریب دینی شروع کردیں کہ حضورؑ کو وسط اگست 1904ء سے تا اختتام مقدمہ گورداسپور میں ہی قیام کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اُس نے عدالت کا ایک افسوسناک مظاہرہ یوں کیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے حق میں جانے والی ایک فیصلہ کُن شہادت کو طلب کرنے سے بھی انکار کردیا۔

بالآخر مہتہ آتمارام نے 8/اکتوبر 1905ء کے دن کا آخری وقت فیصلہ سنانے کے لئے مقرر کیا۔ یہ ہفتہ کا آخری دن تھا اور اگلے روز چھٹی تھی۔ اُس کا ارادہ تھا کہ آپؑ کو جرمانہ کی سزا سنائے اور چونکہ فوری طور پر ادائیگی ممکن نہیں ہوسکے گی اس لئے عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں وہ حضورؑ کو کم ازکم دو راتیں اور ایک دن قید میں رکھ سکے گا۔ اسی لئے اُس نے فیصلہ سنانے والے دن پولیس کا اچھا خاصہ انتظام کر رکھا تھا اور سپاہی کمرۂ عدالت کے اندر بھی متعین تھے۔ مگر اُس کی یہ ساری تدبیر اس طرح خاک میں مل گئی کہ جرمانہ کی رقم مبلغ سات صد روپے صرف ایک دن پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے احتیاطاً بھجوادیئے تھے جنہیں حضورؑ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب نے اُسی وقت گن کر عدالت کی میز پر رکھ دیا۔ نوٹ دیکھ کر آتمارام کا رنگ فق ہوگیا اور وہ کھسیانوں کی طرح نوٹوں کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر اچانک بولا کہ ان نوٹوں پر تو کراچی اور مدراس لکھا ہے اس لئے یہ قابل قبول نہیں۔ خواجہ صاحب اُس کی نیت بھانپ گئے اور کہا کہ آپ لکھ دیں کہ سات سو روپے کے کرنسی نوٹ پیش کئے گئے مگر اِس وجہ سے عدالت نے قبول نہیں کئے۔

آتمارام کو علم تھا کہ اُس کا یہ حربہ کارگر نہیں ہوسکے گا کیونکہ حکومت اپنی عملداری کی حدود میں اپنے نوٹوں کا انکار نہ کرسکتی تھی۔ چنانچہ چاروناچار اُسے وہ نوٹ قبول کرنے پڑے اور اُس کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

آتمارام کے فیصلہ کے خلاف امرتسر کی سیشن کورٹ میں اپیل داخل کی گئی جس پر عدالت عالیہ نے ماتحت عدالت کی طرف سے عائد کردہ تمام الزامات کالعدم کرکے جرمانہ کی تمام رقم واپس کئے جانے کا حکم صادر کیا۔ تاہم آتمارام کو اپنے کئے کی سزا مل گئی۔

جن دنوں وہ اپنا فیصلہ لکھنے والا تھا، اُن دنوں حضور علیہ السلام کو کشفاً دکھایا گیا تھا کہ اُس کی اولاد پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ چنانچہ آپؑ نے دیکھا کہ ایک شیر

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' مارچ 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے جو اُس حدیث مبارکہ کے تناظر میں کہی گئی ہے کہ جب تم مہدی کا زمانہ پاؤ تو اُسے میرا سلام کہنا۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پیارے امامؑ! شوقِ لقا کا سلام لو
مہدی مرے، رسولِ خدا کا سلام لو
ہم آگئے ہیں دشت وجبل روندتے ہوئے
ہر مصلحت بہ بانگِ دُہل روندتے ہوئے
حسرت لئے ہوئے کئی نسلیں گزر گئیں
افسوس تیری دید کی چاہت میں مرگئیں
ہم خوش نصیب ہیں یہ زمانہ ہمیں ملا
قدموں کو تیرے چھُو کے خزانہ ہمیں ملا
تم نے خزانے آکے لُٹائے کئی ہزار
اتنے نشاں دکھائے کہ جن کا نہیں شمار
جَاءَ الْمسیح کی آئی صدا آسمان سے
چھُو کر زمیں کو گونج اُٹھی ہر مکان سے
اپنی گلی کے ایک گدا کا سلام لو
مہدی مرے، رسولِ خدا کا سلام لو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

March 24, 2017 – March 30, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 24, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Faatir, verses 16-46 and Surah Yaa Seen, verses 1-22.
00:45 Dars-e-Hadith: Selected extracts from the literature of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Promised Messiah (as) focusing on 'prophecy about the messiah and Mahdi'.
01:05 Inauguration Crawley Masjid
02:35 Waqt Tha Waqtey Masiha
03:20 Islam Ahmadiyyat Revival of Faith
04:25 Defender Of Faith: Exploring the book 'Baraheen-e-Ahmadiyya' by the Promised Messiah (as). Giving a brief sketch of the period before Allah revealed he was the Imam Mehdi.
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 78.
06:00 Tilawat: Surah Al-Hajj verses 39-79.
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 28.
07:00 IAAAE European Symposium: Recorded on February 22, 2014.
07:45 In His Own Words
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on March 18, 2017.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat [R]
11:50 Seerat-un-Nabi: A discussion on the life and character of the Holy Prophet (saw).
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. January 29, 2017.
15:45 Kasauti
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 IAAAE European Symposium [R]
19:15 In His Own Words [R]
19:45 Seerat-un-Nabi [R]
20:20 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday March 25, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 IAAAE European Symposium
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 79.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'minoon verses 1-75.
06:15 Al-Tarteel: Lesson no. 25.
06:40 Jalsa Salana UK Concluding Address: Recorded on September 01, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:45 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on March 29, 1987.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Recorded on March 24, 2017.
12:15 Tilawat [R]
12:35 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Concluding Address
19:40 Faith Matters: Programme no. 73.
20:40 International Jama'at News [R]
21:15 Rah-e-Huda [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday March 26, 2017

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:30 In His Own Words
01:00 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana UK Concluding Address [R]
02:40 Story Time
03:10 Friday Sermon
04:20 Maidane Amal Ki Kahani
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 80.
06:00 Tilawat
06:20 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 28.
06:40 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class: Recorded on January 22, 2017.
07:45 Faith Matters: Programme no, 73.
08:50 Question And Answer Session: Recorded on December 14, 1997.
10:10 Indonesian service
11:15 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 17, 2017.
12:15 Tilawat [R]
12:35 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:50 Yassarnal Quran [R]
13:10 Friday Sermon: Recorded on March 24, 2017.
14:20 Shotter Shondhane: Rec. January 29, 2017.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class [R]
16:30 Qur'an Sab Se Acha
17:05 Kids Time: Programme no. 31.
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class [R]
19:30 Beacon of Truth
20:30 Ashab-e-Ahmad
21:00 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
21:45 Friday Sermon [R]
22:50 Question And Answer Session [R]

Monday March 27, 2017

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:50 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:10 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:15 In His Own Words
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 80.
06:00 Tilawat: Surah An-Noor verses 22-53.
06:15 Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) on the topic of 'respect for parents'.
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 25.
06:45 Inauguration of Gillingham Mosque: Recorded on March 1, 2014.
08:00 International Jama'at News
08:25 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as): An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. September 5, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on October 21, 2016.
11:10 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat [R]
12:15 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on April 29, 2011.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:05 Rah-e-Huda: Recorded on March 25, 2017.
17:40 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Inauguration of Gillingham Mosque [R]
19:30 Somali Service
20:05 Aao Kahani Sunain
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:10

Tuesday March 28, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Al-Tarteel
00:55 Inauguration of Gillingham Mosque
02:05 Sach Toh Ye Hai
02:40 Kids Time
03:15 Friday Sermon
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 82.
06:00 Tilawat: Surah An-Noor, verses 54-65 and Surah Al-Furqaan, verses 1-21.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on January 22, 2017.
08:10 Kasre Saleeb: Programme no. 04.
08:45 Question And Answer Session: Recorded on December 14, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:20 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 24, 2017.
12:10 Tilawat [R]
12:30 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:50 Faith Matters: Programme no. 73.
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Spanish Service
16:00 Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
16:30 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 29.
16:45 Kasre Saleeb [R]
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:20 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 27, 2017.
20:30 The Bigger Picture
21:15 Australian Service
21:45 Faith Matters [R]
22:45 Question And Answer Session [R]

Wednesday March 29, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:15 Kasre Saleeb
03:00 In His Own Words
03:30 Story Time
03:55 Philosophy Of Teachings Of Islam
04:15 Noor-e-Mustafwi
04:30 Australian Service
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 83.
06:00 Tilawat: Surah Al-Furqaan verses 22-77.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 25.
07:00 Jalsa Salana Australia Address To Ladies: Rec. October 05, 2013.
07:55 Ahmadiyyat In Spain
08:05 In His Own Words
08:40 Urdu Question And Answer Session: Rec. March 29, 1987.
09:55 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 24, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:40 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 18, 2011.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40 Kids Time: Prog. no. 31.
16:10 Ahmadiyyat In Spain [R]
16:25 Faith Matters: Programme no. 169.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana Australia Address To Ladies [R]
19:25 Ahmadiyyat In Spain [R]
19:35 French Service
20:40 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:10 Kids Time [R]
21:45 Friday Sermon: Recorded on March 18, 2011.
22:55 Intikhab-e-Sukhan: Rec. March 25, 2017.

Thursday March 30, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Australia Address To Ladies
02:20 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00 Marrakesh
03:40 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 84.
06:05 Tilawat: Surah Ash-Shu'araa verses 1-111.
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
07:00 Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK: Recorded on June 22, 2014.
08:05 In His Own Words
09:00 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anaam, verses 142 – 155. Class no. 84, recorded on October 5, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:10 Japanese Service: Programme no. 10.
11:30 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
12:45 Friday Sermon: Bengali translation of Friday Sermon delivered on March 24, 2017.
14:00 Live Shotter Shondhane: Bengali programme.
16:05 Persian Service
16:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK
19:30 Faith Matters: Programme no. 169.
20:35 Roots To Branches
21:05 Aadab-e-Zindagi
21:35 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:40 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 24 March , 2017 | Issue No. 12

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

مسجد بیت النور کیلگری میں خطبہ جمعہ۔ کیلگری میں منعقدہ پیس سمپوزیم میں کیلگری کے میئر، سابق وزیر اعظم کینیڈا اور دیگر اہم سیاسی وسماجی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کی شرکت اور معاشرہ میں امن وسلامتی کے قیام اور خدمت انسانیت کے کاموں میں جماعت احمدیہ کے کردار پر خراج تحسین۔

❁ ..... جس اسلام کا مجھے علم ہے اور جس اسلام پر مَیں عمل کرتا ہوں وہ تو مسلمانوں کی مقدس ترین کتاب قرآن کریم کی تعلیمات اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اُسوہ پر مبنی ہے۔ ..... ❁ ..... مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات کو بھلا بیٹھی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں ناکام ہو رہی ہے۔

❁ ..... اسلامی تعلیمات ہرگز ظالمانہ یا غیر منصفانہ نہیں ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات تو عدل وانصاف کے بے نظیر معیاروں پر مبنی ہیں۔ ..... ❁ ..... اسلام تو معاشرے کی ہر سطح پر امن کی بنیاد قائم کرتا ہے اور اس میں مختلف قوموں کے باہمی تعلقات بھی شامل ہیں۔ ..... ❁ ..... قرآن کریم نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ وہ اسلام کا دفاع کرسکیں یا اس خوف سے دی کہ تمام مساجد تباہ ہو جائیں گی۔ بلکہ یہ اجازت تمام مذاہب اور تمام عبادتگاہوں کی حفاظت کے لئے دی گئی خواہ وہ کلیسا ہوں، مندر ہوں، گرجا گھر ہوں، مسجدیں ہوں یا کوئی بھی عبادتگاہ ہو۔ ..... ❁ ..... ابتدائی مسلمانوں نے صرف اپنے دفاع کے لئے نہیں بلکہ انسانیت، مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر جیسی عالمی اقدار کو زندہ رکھنے کی خاطر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا۔ ..... ❁ ..... اسلامی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جہاں بھی یہ دفاعی جنگیں ہوئیں وہاں رسولِ کریم ﷺ نے جنگوں کے نہایت سخت اصول وضع کئے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مسلمان فوجیں کسی قسم کا ظلم نہ کریں۔ ..... ❁ ..... آجکل مسلمان ممالک میں جو جنگیں لڑی جارہی ہیں انہیں باہر سے کھلے عام یا خفیہ طور پر بھڑکایا جارہا ہے۔ ..... ❁ ..... آج کے دور میں ہونے والی جنگیں مذہبی وجوہات کی خاطر نہیں لڑی جارہیں بلکہ ان کا مقصد جغرافیائی سیاست اور طاقت اور دولت کا حصول ہے۔

❁ ..... بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ اس عالمی بحران کے لئے مسلمانوں کو موردالزام ٹھہرائے چلے جانے کی بجائے ذرا ٹھہر کر اپنی حالتوں کو بھی دیکھیں۔

(کیلگری (کینیڈا) میں منعقدہ پیس سمپوزیم میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

11 نومبر 2016ء بروز جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

خطبہ جمعہ

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ میں کیلگری جماعت کے علاوہ کینیڈا کی دوسری جماعتوں ٹورانٹو، سسکاٹون، ایڈمنٹن، وینکوور، ریجائنا، لائیڈ منسٹر اور بعض دیگر جماعتوں سے احباب جماعت بڑے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

اسی طرح امریکہ کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت اور فیملیز ہزارہا میل کا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے پہنچے تھے۔

سیاٹل (Seattle) سے آنے والی بعض فیملیز بارہ گھنٹے کا سفر طے کر کے کیلگری پہنچی تھیں۔ لاس اینجلز اور کیلیفورنیا کے دوسرے علاقوں سے آنے والے احباب دو سے تین گھنٹہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔ Texas سے آنے والے احباب بذریعہ جہاز چار گھنٹے کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ اسی طرح Maryland سے آنے والے بھی چار گھنٹے کا سفر بذریعہ جہاز طے کر کے پہنچے تھے۔

مسجد بیت النور اور اس کی دونوں Lobbies اور ملٹی پرپز ہال اور اس کمپلیکس کی تمام جگہیں اور باہر لگی ہوئی مارکیز نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ چار ہزار سے زائد لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست Live نشر ہو رہا تھا۔ خطبہ کے لئے Live Stream کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجکر تیس منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آجکل کی دنیا سمجھتی ہے کہ مال کو جمع کرنا اور اسے صرف اپنے آرام وآسائش کے لئے خرچ کرنا ہی ان کے لئے خوشی اور سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ایک مومن جس کو دین کا حقیقی ادراک اور شعور ہو سمجھتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور سہولتیں انسان کے لئے پیدا فرمائی ہیں لیکن زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، تقویٰ پر چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مخلوق کی ہمدردی میں جہاں ضرورتمندوں کی ضرورت کا خیال رکھنا ہے وہاں ان کے دین وایمان اور انہیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا خیال رکھنا بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں بھی علاوہ مادی ضروریات کے پورا کرنے کے جس کے لئے مال خرچ کرنا ضروری ہے، غریبوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ ہم احمدیوں کے لئے روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں جماعت احمدیہ ہی مومنین کی وہ جماعت ہے جو ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرتی ہے جس میں مختلف ذرائع سے تبلیغ کے کام ہیں اور مخلوق سے ہمدردی کی وجہ سے ان کے حق ادا کرتے ہوئے ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو تکلیف اٹھا کر یہ خرچ کرتے ہیں اور اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ جہاں یہ خرچ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا وہاں یہ بھی تسلی ہے کہ صحیح طریق سے خرچ ہوگا۔ اس بات کا اعتراف تو بعض غیر لوگ بھی کئے بغیر نہیں رہتے کہ جماعت کا مالی نظام اور خرچ بہترین ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چندوں کے لئے پاکیزہ مال بہت ضروری ہے۔ چندے بھی ان لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جن کے بارے میں کم ازکم یہ پتا ہو کہ یہ غلط قسم سے کمایا ہوا مال نہیں ہے اور اگر ہے تو نظام جماعت چندہ نہیں لیتی۔ اور اگر پھر بھی لیا جاتا ہے تو وہ اگر مجھے پتا لگے تو بہرحال یا تو چندہ واپس کیا جاتا ہے یا ان عہدیداروں کو معطّل کیا جاتا ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ قربانی کر کے دینا اور پاک مال میں سے دینا، تبھی اس میں برکت پڑتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اس لئے مَیں ان چند قربانی کرنے والوں کے کچھ واقعات پیش کرتا ہوں جو مالی قربانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف امیر ممالک میں نہیں بلکہ غریب ممالک اور بالکل نئے شامل ہونے والے احمدی جو ہیں ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کے بعد کس طرح پھیرتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ باوجود تنگی کے وہ قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مالی قربانیوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بیشمار واقعات ہیں جو میرے پاس آئے لیکن میرے لئے مشکل ہو گیا تھا کہ ان میں سے کون سے نکالوں۔ چند ایک میں نے پیش کئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تقریباً ہر ملک میں رہنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نوازتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ممالک کے افراد جماعت کے مالی قربانیوں کے حیرت انگیز ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ جائزے کے مطابق یہاں ایم ٹی اے سننے کا رواج جتنا ہونا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں